جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

اپریل
2004ء

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

# انوارِ مدینہ
لاہور

اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ

نفیس

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

# انوارِ مدینہ

جلد : ۱۲ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ - اپریل ۲۰۰۴ء شمارہ : ۴

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور


## بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے ........... سالانہ ۱۵۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی .... سالانہ ۵۰ ریال

بھارت، بنگلہ دیش ................. سالانہ ۶ امریکی ڈالر

امریکہ، افریقہ ................... سالانہ ۱۶ ڈالر

برطانیہ ........................ سالانہ ۲۰ ڈالر


جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

## ترسیل زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

## فون نمبرات

| | |
|---|---|
| جامعہ مدنیہ جدید : | 092 - 42 - 5330311 |
| خانقاہ حامدیہ : | 092 - 42 - 5330310 |
| فون/فیکس : | 092 - 42 - 7703662 |
| رہائش ''بیت الحمد'' : | 092 - 42 - 7726702 |
| موبائل : | 092- 333 - 4249301 |



مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

## اس شمارے میں


حرف آغاز ——— ۳
درس حدیث ——— حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ——— ۵
ربیع الاول اور مسلمانوں کا طرزِ عمل - حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ ——— ۹
نعت النبی ﷺ ——— جناب حافظ لدھیانوی صاحب ——— ۱۲
خانوادۂ بانیٔ جامعہ کو حادثہ ——— ۱۳
حضرت حاجی سید محمد عابد صاحبؒ - حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ——— ۱۴
ماہ صفر ——— جناب عدنان زکریا صاحب ——— ۲۱
سیرۃ نبوی اور مستشرقین ——— حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ ——— ۲۸
امر بالمعروف ونہی عن المنکر ——— حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ——— ۳۸
زیر تعمیر عمارت کا نقشہ ——— ۴۴
دینی مسائل ——— ۴۵
حاصل مطالعہ ——— حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ——— ۵۰
تنقید وتقریظ ——— ۵۴
عالمی خبریں ——— ۵۹
اخبار الجامعہ ——— ۶۳


☆☆☆

### قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سر پرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

**نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !**

گزشتہ ماہ کی بارہ تاریخ کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں وفاقی حکومت کی جانب سے وفاقی وزیرِ تعلیم زبیدہ جلال نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ "قرآنی آیات کی نصابِ تعلیم میں ضرورت نہیں ہے" جبکہ پارلیمانی سیکرٹری دیوان جعفر کا کہنا ہے کہ "آیات کا بیالوجی (حیاتیات) سے کیا تعلق ہے، کچھ پرانی آیات نکال کر نئی شامل کی جاتی ہیں، دو ایک اُوپر نیچے ہو جائیں تو فرق نہیں پڑتا"۔ وفاقی وزیرِ تعلیم اور پارلیمانی سیکرٹری کے اِن ریمارکس پر مجلس عمل واک آؤٹ کر گئی۔

پاکستان چونکہ ایک مسلم ملک ہے اس لیے ہر مسلمان کا قدرتی طور پر قرآن پاک سے براہِ راست تعلق ہے اور وہ اس پر مکمل ایمان رکھتا ہے اس کی تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے اسی طرح مسلم حکومت پر بھی فرض ہے کہ اسلامی تعلیمات ہر مسلمان مرد عورت تک پہنچانے کا انتظام کرے، ایسا نہ کرنا یا اس کے برخلاف کرنا گناہِ عظیم ہے اس کی کسی بھی آیت کا انکار یا توہین کرنا کفر ہے۔

وفاقی وزیرِ تعلیم اور پارلیمانی سیکرٹری کا لب ولہجہ قرآنی آداب سے عاری ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کا سلیقہ ان کو آتا ہی نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری نے اپنی گفتگو میں کچھ آیات کو پرانی اور کچھ کو نئی قرار دیا ہے حالانکہ قرآن پاک کی کوئی آیت پرانی ہے نہ نئی ہے یہ اللہ کا کلام اور زندہ معجزہ ہے اس کے عجائبات میں ہر آن اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے قرآن سے تعلق رکھنے والے اس حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں۔

چاہیے تو یہ کہ نصاب مرتب کرنے والے بورڈ میں صرف ایسے ہی لوگ نہ ہونے چاہئیں کہ جن پر انگریزی

تعلیم کا غلبہ ہو اور اُن کی سوچ مذہبی نہ ہو بلکہ اس بورڈ میں ایسے لوگوں کا ہونا بھی بہت ضروری ہے جو نا صرف دینی تعلیم حاصل کیے ہوئے ہوں بلکہ اس سے متأثر بھی ہوں تاکہ اسلامی ملک میں مرتب ہونے والا نصابِ تعلیم ہر اعتبار سے مکمل اور جامع ہو۔

---

اس سے قبل مارچ کے پہلے ہفتہ میں برطانیہ کے وزیرِ خارجہ جیک سٹرا نے پاکستان کا دورہ کیا اپنے اس دورہ کے موقع پر پشاور کے دینی مدرسہ میں بھی اِن کا جانا ہوا، اس موقع پر اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ ''مدارس دہشت گردی کو فروغ نہیں دے رہے، ہم مشرف کے جہاد کے حامی ہیں، مشرف اسلام کا صحیح امیج پیش کر رہے ہیں، مدارس کے بارے میں اصلاحات کا خیر مقدم کرتے ہیں، دہشت گردی کا زیادہ نشانہ مسلمان بن رہے ہیں''۔

اُن کا یہ بیان اپنے کو ایک حقیقت پسند شخصیت ظاہر کرنے کی ناکام کوشش ہے جبکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک شاطرانہ بیان ہے اس کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے مذموم مقاصد پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے سب کچھ کر کے بھی بھلے مانس بننے کا تأثر دینا ''فرنگی'' کا پرانہ وطیرہ ہے۔ علماءِ حق کے لیے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے مگر ہمارے حکمرانوں کے لیے ان کے یہ کلمات عزت افزائی اور شادمانی کا باعث ہوتے ہوں تو قرین قیاس تو کیا بلکہ عینِ قیاس ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے خیال میں جیک سٹرا کے ان ارشادات کا مطلب ہے کہ وہ یا تو ''مشرف باسلام'' ہو گئے ہیں ورنہ کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ وہ ''اسلام'' کو ''مشرف باسلام'' تو کر ہی گئے ہیں۔

محمود میاں

مولایَ صلِّ وسلِّم دائماً ابداً ۔ درسِ حدیث ۔ علٰی حبیبک خیرِ الخلق کلّھم

حضرت اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

## تکالیف اُٹھانیوالوں اور قربانیاں دینے والوں کا درجہ نبی علیہ السلام نے بڑا رکھا ہے

## اللہ تعالیٰ کے محبوب کی ناراضی خدا کی ناراضی ہوتی ہے

## ایرانی قیادت کا اپنے انقلابیوں سے سلوک

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۳ سائیڈ بی/ ۸۵۔۱۔۲۵

**الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین اما بعد!**

آقائے نامدار ﷺ نے اُن حضرات کو کہ جنھوں نے اسلام کے لیے قربانیاں دی تھیں مقرب رکھا ہے اور اُن کا درجہ ہمیشہ بلند شمار کیا ہے۔ حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ، ان حضرات نے تکالیف اُٹھائی تھیں، حضرت عمار بن یاسرؓ بھی اُنہی لوگوں میں ہیں جنھوں نے یہ تکلیفیں اُٹھائیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی جن کی عمر بہت بڑی تھی [1] اُنھوں نے بہت طویل عرصہ اسلام کی تلاش میں تکالیف اُٹھائیں تھیں۔ اِن سب کا درجہ بڑا اور بلند رکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے، تو قاعدہ یہی ہوا کہ جو لوگ قربانیاں دیتے رہے ہیں اسلام کی خاطر اُن کو اسلام نے عظمت کی نظر سے دیکھا ہے اور آگے تلقین کی ہے کہ اِن کو عظمت کی نظر سے دیکھا جائے۔ ویسے دُنیا میں قاعدہ یہ ہے جو کہ مُسلّمات میں سے ہے کہ جو لوگ انقلاب لائیں حکومت وہی چلاتے ہیں لیکن انقلاب لانے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔

### انقلاب لانے والوں کی پہلی قسم :

آج کے دور میں کیونکہ دینی علم نہیں دینی ذہن نہیں اس واسطہ ایسی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ جن کا حل مشکل

---

[1] ڈھائی سو برس عمر پائی : مرتب

ہوتا ہے۔ایران میں بادشاہ کے خلاف انقلاب آیا قیادت علماء نے کی ، انقلاب آنے کے بعد وہاں داخلی طور پر اندرونِ ملک جو کشت وخون کا سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نہیں رُکا ، خانہ جنگی ایک طرح کی چلتی رہی حتی کہ عراق (سے جنگ) کا محاذ کھلا۔اب یہ عراق کا محاذ کھلا ہے یا کھولا ہے ایران نے ، تاکہ یہ جو (ایران میں) اندرونِ ملک ''پاسدارانِ انقلاب'' ہیں نوعمر نوخیز لڑکے بالکل پندرہ سولہ سال والے اور مسلح بھی پوری طرح ، تو یہ جو حرکتیں کرتے پھر رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہیں۔

## ایرانی قیادت کی ''پاسداران'' کے بارے میں سوچ :

ایرانی قیادت نے سوچا کہ اِن کو اُدھر لڑائی میں لگایا جائے تو اُدھر بھیج دیا۔سُنا ہے جنت کی کنجی بھی بانٹی گئی ہے جو اُن کے گلوں میں ڈال دی گئی تھی کہ اگر تم شہید ہوگئے تو سیدھے جنت میں جاؤ گے تو پھر کہیں جا کر اندرونِ ملک امن ہوا اور داخلی طور پر وہ کشت وخون والا معاملہ نہیں رہا تو انقلاب مذہبی آیا لیکن ذہن مذہبی نہیں بنے تھے ، مذہبی علم نہیں تھا معلومات نہیں تھیں ، تو انقلاب لانے والے جو تھے وہی لوگ تباہی کا سبب بننا شروع ہوگئے۔

## یہی کچھ بنگلہ دیش میں ہوا :

یہ بنگلہ دیش میں انقلاب آیا ''مکتی باہنی'' والے لائے لیکن ہوا ایسے کہ بعد میں یہ لُوٹ مار کرتے رہے عادی ہوگئے تھے خون خار ہوگئے تھے تو پھر یہ ڈاکہ زنی کرتے تھے وہ اِن کی عادت بن گئی تھی حتی کی (بنگلہ دیش کے سابق صدر) ضیاء الرحمٰن مرحوم کا مارشل لاء ہوا تو پھر وہ ختم ہوا ہے ، تو ایک طرف تو جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ غیر تربیت یافتہ ذہنوں کے انقلابات ہیں اُدھر کیمونزم کا جو انقلاب آیا تو اس کے بعد دونوں طرح کے لوگوں کو انھوں نے صاف کیا طویل عرصہ دو تین سو آدمی روز مارے جاتے رہے ہیں کئی سال تک ، پھر جا کر رُوس میں جو انقلاب آیا تھا وہ مستحکم ہوا اور جو انقلاب لانے والے تھے (اُن کے اپنے بے لگام انقلابی ساتھی) وہ بھی واجب القتل بن گئے ان کے نزدیک ، کیونکہ وہ اس چیز کے عادی ہوگئے تھے اور اگر انھیں چھوڑ دیا جاتا تو کبھی بھی امن نہ ہوتا اور کبھی بھی استحکام نہ ہونے پاتا حکومت کا۔

## انقلاب لانے والوں کی دوسری قسم :

دوسری طرف وہ انقلاب ہوسکتا ہے جس کا ذہن بن چکا ہو وہ لوگ انقلاب لائیں تو پھر اُس میں یہ خرابی نہیں ہوتی ، دونوں چیزیں بہت اچھے انداز میں چلتی ہیں امن بھی یہ بھی۔

آقائے نامدار ﷺ کے صحابہ کرامؓ جو انقلاب لائے اُن میں یہ خرابی نہیں تھی کہ کوئی زیادتی کے عادی ہوگئے ہوں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم اور تلقین کے ذریعے عفو و درگزر کا درس دیا ، فتح مکہ کے موقع پر آپ نے انتقام کا نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ تم نے میرے ساتھ جو بُرا سلوک کیا تھا تو اُس پر میں آج تمھیں ملامت بھی نہیں کرتا لاتثریب علیکم

الیوم ۲؎ اذھبوا فانتم الطلقاء تم سب کے سب آزاد ہو۔ یہ آقائے نامدار ﷺ کی تعلیمات ہوئیں تو ان کی روشنی میں چلنے اور ان پر عمل کرنے کی صورت میں انسان کسی زیادتی کا عادی نہیں ہوتا بلکہ انصاف کا عادی ہوتا ہے۔

## قربانیاں دینے والوں کے جذبات کا خیال :

ایک واقعہ یہاں اِس قسم کا آرہا ہے کہ ابوسفیانؓ جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے وہ کہیں ایسی جگہ آئے جہاں حضرت سلمانؓ بیٹھے تھے، حضرت صہیب بیٹھے تھے، حضرت بلال بیٹھے تھے رضی اللہ عنہم کچھ اور حضرات بھی تھے فقالوا تو اِن لوگوں نے ایک جملہ یہ کہا ما اُخذتْ سیوفُ اللّٰہ من عُنقِ عدوِ اللّٰہِ ماخذھا اللہ کی تلواریں ابھی خدا کے دشمن کی جس جگہ پہنچنی چاہیے تھیں اُس جگہ نہیں پہنچیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دُشمنوں کی گردنیں ابھی بچی ہوئی ہیں ابھی تلواروں نے جہاں پہنچنا تھا وہاں ابھی تک وہ نہیں پہنچیں یہ جملہ کہا۔ تو معلوم یہ ہوتا ہے اُس وقت صلح حدیبیہ تو ہو چکی تھی اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ مسلمان ابھی نہیں ہوئے تھے یعنی فتح مکہ سے دو سال پہلے، صلح حدیبیہ کے بعد یہ واقعہ پیش آیا ہے ان کے اسلام سے پہلے۔

## نبی علیہ السلام کی تربیت کا اثر :

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں سے اتقولون ھذا لشیخ قریشٍ وسیدہ تم یہ بات یہ جملہ اُس شخص کے بارے میں کہہ رہے ہو کہ جو قریش کا سردار ہے اور اُن کا شیخ ہے۔ فاتی النبیَّ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور جا کر وہاں یہ بات کی کہ ایسے ایسے ہو رہا تھا انھوں یہ جملہ کہا میں نے اُن کو اِس جملہ پر ٹوک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا ابابکر لعلک اغضبتھم کہیں ایسا تو نہیں کہ تم نے ان لوگوں کو خفا کر دیا ہو یہ صہیب، بلال، سلمان رضی اللہ عنہم یہ ناراض تو نہیں ہو گئے تمہارے اس کہنے سے، پھر بہت سخت جملہ فرمایا لان کنت اغضبتھم لقد کنت اغضبت ربک اگر تم نے انھیں خفا کر دیا ہے تو پھر اللہ کو خفا کر دیا ہے۔ تو یہ لوگ انقلاب لانے والے ہیں تکلیفیں اُٹھانے والے ہیں مگر انھیں جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلا درجہ دیا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے دور میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اجازت چاہ رہے تھے اور لوگ باری باری جا رہے ہوں گے اپنے کام سے، یہ بھی ملنا چاہتے تھے اِنھیں روک دیا تھا کہ ٹھہرو بیٹھو، یہ بیٹھے رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور اُن کے ساتھ اسی طرح کے حضرات تھے انھوں نے کہا کہ بھئی ہمیں اجازت لے دو تو خادم "یرفع" نام تھا یا اور کوئی ہوگا۔ اُس نے کہا کہ وہ آئے ہیں اجازت چاہتے ہیں انھوں نے فرمایا بُلا لو، تو اِنھیں فوراً بلا لیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو یہ بہت محسوس ہوا مگر اسلام لا چکے

---

۲؎ یہاں صرف اس عمل پر قرآن پاک سے استشہاد مقصد ہے اگرچہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔ مرتب۔

تھے دل میں بھی اسلام آچکا تھا تو انھوں نے بجائے غصہ کے یہ سوچا کہ یہ ہماری کوتاہی ہے ہمارا قصور ہے ہم اسلام میں دیر میں داخل ہوئے ہیں ہم اگر پہلے داخل ہوئے ہوتے تو ہمارا مقام حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بڑا ہوتا ۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو غلام رہ چکے تھے جن کا یہ لوگ مذاق اُڑاتے تھے تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کا مقام اتنا ہے کہ وہ آتے ہیں تو ان کو فوراً اجازت دے دی اور ہم آتے ہیں تو ہمیں فرماتے ہیں کہ ذرا ٹھہرو اور ہم انتظار میں بیٹھے ہیں، اپنے ساتھیوں سے انھوں نے کہا کہ یہ غلطی ہماری ہے ۔تو آقائے نامدار ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا **لان کنت اغبضتهم لقد اغضبت ربک** یعنی یہ سمجھو کہ اگر وہ خفا ہو گئے ہیں تو تم نے گویا خدا کو خفا کر دیا۔

## اللہ کے محبوب کی ناراضی اللہ کی ناراضی ہوتی ہے :

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب جو ہوتے ہیں اُن کو ناراض کرنے سے خدا ناراض ہو جاتا ہے ۔تو اس سے دوسری بات بھی نکالی جاسکتی ہے کہ اُن کی رضا مندی خدا کی رضا مندی کی علامت ہوتی ہے کہ اِس بندے سے اللہ تعالیٰ خوش ہیں ۔ کیونکہ یہ بہت بڑا جملہ تھا جو جناب رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلا تھا اس لیے حضرت ابوبکرؓ فکر مند ہوئے فوراً پہنچے اور جا کر کہا **یا اخوتا اغضبتکم** کیا تم لوگ میری بات پر خفا ہو گئے تھے، انھوں نے کہا کہ **لا یغفر اللّٰہ لک یا اُخی** اُن میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے یعنی عفو ودرگزر سے نوازتا رہے یا یہ غلطی اگر تھی تو اللہ اِس کو معاف کرے، ہم میں سے کوئی خفا نہیں ہے ۔تو اسلام نے اُن لوگوں کا جنھوں نے پہلے اسلام قبول کیا بڑا درجہ رکھا ہے **السابقون الاولون من المهاجرين والانصار** ان کا درجہ بڑا ہے اور بعد میں آنے والوں کا بعد کا درجہ ہے ۔اسلام نے اِن حضرات کو وہاں بھی بلند مقام دیا ہمیں بھی بتایا کہ ہم یہی عقیدہ رکھیں ۔

## صحابہ کرامؓ پر زبان درازی سے بچنا چاہیے :

اس واسطہ صحابہ کرامؓ کے اُوپر زبان درازی جائز ہی نہیں منع رہی ہے، تو صحابہ کرامؓ کی چونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے تعریف کر دی ہے تو اس واسطہ وہ سارے کے سارے مستند اور معتبر شمار ہوتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے ۔آمین ۔اختتامی دُعاء.........................

❀❀❀

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

jmj786_56@hotmail.com

❀❀❀

# ماہ ربیع الاول
# اور
# مسلمانوں کا طرزِ عمل

﴿ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اب سے تقریباً چودہ سو برس پہلے جب کہ کائنات انسانی بحرِ ظلمات میں غرق تھی اور روحانیت شیطنت سے مغلوب ہورہی تھی، خلاقِ عالم نے اپنے آخری نبی اور محبوب ترین رسول حضرت محمد ﷺ فداہ روحی وقلبی کو اس دُنیا میں بھیجا تاکہ آپ نورِ ہدایت سے ظلماتِ ضلالت کو شکست دیں اور حق کو باطل پر غالب کردیں۔ ہمارے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ ﷺ تشریف لائے اور آتے ہی باذن اللہ دُنیا کا رُخ پلٹ دیا، بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ خدا سے جوڑا، اور جو کم نصیب قعرِ مذلت میں گر چکے تھے اُن کو وہاں سے اُٹھا کر اَوجِ رفعت پر پہنچایا۔ مشرکوں کو موحد بنایا اور کافروں کو مومن، بت پرستوں کو خدا پرست کیا اور بت سازوں کو بت شکن، رہزنوں کو رہنمائی سکھائی اور غلاموں کو آقائی، چور چوکیدار بن گئے اور ظالم غم خوار، اور جو دُنیا بھر کے آوارہ تھے وہی سب سے زیادہ متمدن ہوگئے اور جن کا قومی شیرازہ بالکل منتشر ہو چکا تھا وہ کامل طور پر منظم کردیئے گئے۔ رُوحانیت کے فرشتے شیطنت پر غالب آگئے۔ کفر وشرک، بدعت وضلالت اور ہر قسم کی گمراہیوں کو زبردست شکست ہوئی۔ شقاوت وبدبختی کا موسم بدل گیا، ظلم وعدوان اور فساد وطغیان کا زور ختم ہوگیا، صداقت اور خیر وسعادت نے عالمگیر فتح پائی اور زمین پر امن وعدالت کی ایک بادشاہت قائم ہوگئی۔

جس وقت عالمِ انسانی کے اس منجی اعظم (ﷺ) نے اس عالمِ آب وگل میں اپنا پہلا قدم رکھا تھا وہ ربیع الاول ہی کا مہینہ تھا اور پھر جب آپ ﷺ کا سن شریف چالیس برس کا ہوا تو اسی مہینہ میں اصلاحِ عالم کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ پس اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ ربیع الاول ہی اس رحمت عامہ کے ظہور کا مبداء اور روحانی خیرات وبرکات کے وفور کا منبع ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب یہ ماہ مبارک آتا ہے تو مسلمانوں کے قلوب میں (حتی کہ اُن دلوں میں بھی جو دوسرے موسموں میں بالکل غافل رہتے ہیں) اس وجود مقدس کی یاد تازہ ہوجاتی ہے اور طرح طرح سے خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ نعمائے الٰہی کی یاد سے خوش ہونا بُری چیز نہیں بلکہ حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ ہو تو ایک درجہ میں محمود ہے لیکن آج مجھے عرض کرنا یہ ہے کہ :

آپ جشن کی ان گھڑیوں اور شادمانی کی ان ساعتوں میں اس قابلِ ماتم حقیقت کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس مقدس ومسعود وجود نے اس مبارک مہینے میں نزول اجلال فرما کر آپ کو جو کچھ دیا تھا آج آپ اپنی شامتِ اعمال سے سب کچھ کھو چکے ہیں۔

ربیع الاول اگر آپ کے لیے خوشیوں کا موسم اور مسرتوں کا پیغام ہے تو صرف اس لیے کہ اس مہینے میں دُنیا کی خزانِ ضلالت کو بہارِ ہدایت نے آخری شکست دی تھی اور اسی مہینہ میں وہ ہادی اعظم ﷺ رونق افروز عالم ہوئے تھے جنھوں نے تم پر رُوحانیت کے دروازے کھول دیے اور ساری نعمتیں تم کو دِلوا دیں جن سے تم محروم تھے۔ پھر اگر آج تم ان کی لائی ہوئی شریعت سے دور اور اُن کی دلائی ہوئی نعمتوں سے محروم ومجہور ہوتے جارہے ہو، تو کیا وجہ ہے کہ گزشتہ بہار کی خوشی تو مناتے ہو لیکن خزاں کی موجودہ پامالیوں پر نہیں روتے۔

تم ربیع الاول میں آنے والے کے عشق ومحبت کا دعوٰی رکھتے ہو اور اس کی یاد کے لیے مجلسیں منعقد کرتے ہو لیکن یہ نہیں سوچتے کہ تمہاری زبان جس کی یاد کا دعوٰی کر رہی ہے اُس کی فراموشی کے لیے تمہارا ہر عمل گواہ ہے اور جس کی تعظیم وتکریم کا تم کو بڑا اِدعاء ہے، تمہاری گمراہانہ زندگی بلکہ تمہارے وجود سے اس کی عزت کو بٹہ لگ رہا ہے۔

اگر تمہارے اس دعوائے عشق ومحبت اور اِدعائے احترام وعظمت میں کوئی صداقت ہوتی اور تم کو درحقیقت ان سے غلامی کا ادنیٰ سا تعلق ہوتا تو تمہاری دینی حالت ہرگز اِس قدر تباہ نہ ہوتی۔ تم اُن کی لائی ہوئی شریعت سے ایسے بیگانہ نہ ہوتے، تم نماز کے عادی ہوتے اور زکوٰۃ پر عمل، تقوٰی تمہارا شعار ہوتا اور اتباعِ سُنّت تمہارا طرۂ امتیاز، تم حرام وحلال میں فرق کرتے بلکہ مواقع شُبہات سے بھی بچتے، تمہاری زندگی نمونہ ہوتی، صحابہ کرام کا اور تمہارا ہر عمل مرقع ہوتا اسلام کا۔

پس جبکہ تمہارا یہ حال نہیں ہے اور تم اپنے دلوں سے پوچھو وہاں سے بھی یہی جواب ملے گا کہ وہاں نہیں ہے تو پھر یقین کرو کہ ربیع الاول کے موقع پر تمہاری یہ عشق ومحبت کی نمائش محض فریبِ نفس ہے جس میں تم خود مبتلا ہو سکتے ہو یا تمہارے ظاہر میں دوست واحباب........خداوند علیم وخبیر تمہارے اس فریب میں نہیں آسکتا اور نہ اس کے رسول ﷺ کو تم ان خالی از حقیقت مظاہروں سے دھوکا دے سکتے ہو۔

اس لیے میں تم سے کہتا ہوں اور اللہ کی قسم محض تمہاری خیر خواہی کے لیے کہتا ہوں کہ تم اپنی ان رسمی مجلسوں کی آرائشوں سے پہلے اپنے اُجڑے ہوئے دل کی خبر لو اور قندیلوں کے روشن کرنے کے بجائے اپنے قلوب کو نورِ ایمانی سے منور کرنے کی فکر کرو۔

تم اغیار کی تقلید میں نقلی پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر تمہاری حسنات کا جو گلشن اُجڑ رہا ہے اُس کی حفاظت اور شادابی کا کوئی انتظام نہیں کرتے۔ تم ربیع الاول کی برکتوں اور رحمتوں کا تصور کر کے مسرت کے ترانے گاتے ہو لیکن اپنی اس

بربادی پر ماتم نہیں کرتے کہ تمہارا خدا تم سے روٹھا ہوا ہے۔ اُس نے تمہاری بداعمالیوں سے ناراض ہوکر اپنی دی ہوئی نعمتیں تم سے چھین لی ہیں۔ تم آقا سے غلام، حاکم سے محکوم، غنی سے مفلس، زردار سے بے زر بلکہ بے گھر ہو چکے ہو، تمہارے ایمان کا چراغ ٹمٹمار ہا ہے اور تمہارے اعمالِ صالحہ کا پھول مرجھا رہا ہے اور غضب بالائے غضب یہ ہے کہ تم غافل ہو۔ پس کیا اس محرومی اور مغضوبی کی حالت میں بھی تم کو حق پہنچتا ہے کہ ربیع الاول میں آنے والے دین و دنیا کی نعمتیں لانے والے رحمۃ للعالمین ﷺ کی آمد کی یادگار میں خوشیاں مناؤ، بقول علامہ ابوالکلام آزاد :

"کیا موت اور ہلاکی کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ زندگی اور روح کا اپنے کو ساتھی بنائے، کیا ایک مردہ لاش پر دنیا کی عقلیں نہ پہنچیں گی اگر وہ زندوں کی طرح زندگی کو یاد کرے گی؟ ہاں یہ سچ ہے کہ آفتاب کی روشنی کے اندر دُنیا کی کے لیے بڑی ہی خوشی ہے لیکن اندھے کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والے کی طرح خوشیاں منائے"۔

پس اے غفلت شعارانِ ملت! تمہاری غفلت پر صد فغاں وحسرت اور تمہاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ وبکا، اگر تم اس ماہ مُبارک کی اصلی عزت وحقیقت سے بے خبر ہو اور صرف زبانوں کے ترانوں اور دیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصد یادگاری کو گم کردو، تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مبارک مہینہ اُمت مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے۔ خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے۔ خلافت ارضی و وراثت الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے۔ پس اس کے آنے کی خوشی اور اس کا تذکرہ و یاد کی لذت، یہ اس شخص کی رُوح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغامِ الٰہی کی تعمیل واطاعت اور اُسوہ حسنہ کی پیروی کے لیے کوئی نمونہ نہیں رکھتا۔

☆☆☆

بقیہ : ماہِ صفر احادیث مبارکہ کی روشنی میں

لٰہذا یہ یہود و ہنود کی خوشی کا دن تو ہوسکتا ہے مسلمانوں کا نہیں۔ مسلمانوں کا اِسے بطور خوشی منانا "ناجائز وحرام" ہے۔ مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ اس یہودیانہ رسم کو اپنا کر کہیں حضور اکرم ﷺ کے مرض وفات کا جشن تو نہیں منا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

☆☆☆

حافظ لدھیانوی

# نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ظلمات کے پردے چاک ہوئے ، اے شمعِ نبوت کیا کہنا
قربان ترے اے مہر مبیں ، اے نورِ ہدایت کیا کہنا
اس وادیٔ عشق و مستی میں ، کچھ ہوش و خرد کا کام نہیں
ہر گام ہے رہبر ذوقِ جنوں ، اے جذبِ محبت کیا کہنا
سب کو ہے ترے جلووں کی لگن ، ہر دل ہے تری یادوں میں مگن
ہے تیری سخا دامن دامن ، سب پر ہے عنایت کیا کہنا
ہے ذکر ترا محفل محفل ، ہے موجِ کرم ساحل ساحل
ہے ساتھ مرے منزل منزل ، یہ درد کی دولت کیا کہنا
تاباں ہیں تجھی سے شمس و قمر ، تابندہ ہے تجھ سے رُوئے سحر
اے زینتِ بزمِ کون و مکاں ، اے نور و لطافت کیا کہنا
وہ پیکرِ خلق مجسم ہیں ، وہ راحت ہر دو عالم ہیں
ہر دل میں بسی ہے یاد اُن کی ، ہر دل کی ہیں راحت کیا کہنا
وہ مصحفِ رُخ سبحان اللہ ، گیسوئے دوتا اللہ اللہ
وہ قامتِ زیبا صل علیٰ ، وہ آیۂ رحمت کیا کہنا
معراج کا رُتبہ اُن کو ملا ، ہیں ختم رُسل محبوبِ خدا
پڑھتے ہیں سبھی اُن کا کلمہ ، یہ شان یہ عظمت کیا کہنا
حافظؔ بھی ثناء خواں ہے ان کا ، مدّاحِ نبی منصب ہے ملا
اے ابرِ کرم سبحان اللہ ، یہ شانِ سخاوت کیا کہنا

وفیات

# خانوادۂ بانیٔ جامعہ کو حادثہ

۵ر صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۷ر مارچ ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب" کی پہلی اہلیہ محترمہ مریم خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ اپنے خالق حقیقی سے جاملیں انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

مرحومہ طویل عرصہ سے بیمار تھیں، علالت کے باوجود ذکر واذکار، عبادت وریاضت میں اپنے معمولات پر پختگی سے کاربند رہتی تھیں۔ نماز وتلاوتِ قرآن پاک سے خاص شغف تھا، مہمان نواز اور دریادل خاتون تھیں۔ پریشان حال آنے والی خواتین کی تسلی وتشفی کا بہت خیال رکھتیں تھیں، اِن کی وفات سے جہاں خانوادۂ حامد شفیق سائے سے محروم ہوا وہاں آنے جانے والی بہت سی دُکھی خواتین ایک غمگسار کی کمی سے دوچار ہوئیں۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں، اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ خانوادۂ حامد کو صبر جمیل کی توفیق کے ساتھ ہر قسم کے شر وفتن سے محفوظ فرمائے، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید و جامعہ مدنیہ قدیم اور خانقاہ حامدیہ میں مرحومہ کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعاء مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

---

۱۲ر مارچ کو گنگ ایڈورڈ میڈیکل ہاسٹل کے خطیب مولانا محمد عارف صاحب طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف گزشتہ چالیس پچاس برس سے امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں، بہت ہی خلیق اور متواضع عالمِ دین تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل نصیب ہو، ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

❁

جامعۃ المسلمات المفتوحہ کی منتظمہ کے والد صاحب طویل علالت کے بعد گزشتہ ماہ وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید وخانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے دُعائے مغفرت وایصالِ ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

سلسلہ نمبر۶ قسط: ۴

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

### مہتمم اول دار العلوم دیوبند

# جناب حضرت مولانا حاجی سیّد محمد عابدؒ صاحب

## قدس اللہ سرہٗ ورفع درجاتہٗ

﴿ نظر ثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

تذکرۃ العابدین [۱] میں ہے :

"سات سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھا پھر فارسی پڑھنی شروع کی۔ بارہ سال کی عمر تھی کہ مولانا ولایت علی صاحب دیوبند تشریف لائے۔ حاجی صاحب نے اُن سے بیعت کی، نماز پنجگانہ اور تہجد کا اُسی روز سے شوق ہوا کہ کبھی قضا نہ ہونے پائی۔ جب مولوی ولایت علی صاحب سہارنپور گئے آپ بھی ان کے ہمراہ گئے مگر بڑے بھائی آپ کے اگلے روز جا کر اور مولوی صاحب سے کہہ کر لوٹا لائے۔ حاجی صاحب کو ازحد رنج ہوا "۔ (ج ۱ ص ۶۲)

---

[۱] تذکرۃ العابدین مصنفہ مولانا نذیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی۔ مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس دہلی ۱۳۳۳ھ۔ مولانا نذیر احمد صاحب کو حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے خلافت حاصل تھی۔ انھوں نے اپنے مرشد کے علاوہ سلاسل اربعہ معروفہ وغیرہا کے مشائخ کے حالات بھی لکھے ہیں۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔ ان کی وفات ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ تاریخ دیوبند میں دیوبند کے خاندانِ عثمانی کے حالات میں آپ کا ذکر ص ۱۸۱ پر ہے۔

مولانا نذیر صاحب نے اپنی اس کتاب تذکرۃ العابدین کی وجہ تالیف کتاب کے ابتداء میں حمد وثناء ودعاء پر مشتمل نظم میں لکھی ہے اس کے چوالیس اشعار ہیں۔ وجہ تالیف کے یہ ہیں : (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ بھی حضرت حاجی محمد عابد صاحبؒ کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ انہیں مولانا ولایت علی صاحب سے شرف بیعت حاصل ہوا بلکہ ملفوظاتِ انوری میں نقشہ سلاسل سے معلوم ہوا کہ طریقہ نقشبندیہ میں مولانا نے حاجی صاحب کو اجازت سے بھی مشرف فرمایا۔ مولانا ولایت علی صاحب حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ کے خلفاء میں تھے۔ ہم نے مولانا ولایت علیؒ کے کچھ حالات تذکرۃ العابدین میں ص ۱۳۴ سے دیئے ہیں اور مفصل حالات علماء ہند کا شاندار ماضی جلد سوم میں ''علماء صادق پور'' کے حالات میں دیئے گئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مجاہدِ کبیر حضرت مولانا ولایت علی صاحب فاروقی قدس سرہٗ العزیز ایک نہایت متمول اعلیٰ خاندان کے چشم وچراغ تھے۔

---

حاشیہ صفحہ گزشتہ :

کر مرے سینے کو پُر اسرار سے　　اور وہ ہوں اسرار پُر انوار سے
کر مری امداد اے ربّ العُلا　　تا کروں تحریر ذکر اولیاء
پیر بھائی میرے دیں کے رہنما　　عارف مقبول تھے وہ باخدا
نامِ نامی جن کا انور شاہ ہے　　مرتبہ سے جن کے تو آگاہ ہے
مجھ سے فرمایا اُنہیں نے بارہا　　کیوں نہیں لکھتا تو ذکرِ اولیاء
ہے فقط تعمیل حکم پیر جی　　کب لیاقت مجھ میں ہے تحریر کی
میں کہاں اور کام یہ مشکل کہاں　　میں بھلا اس کام کے قابل کہاں
ہاں مگر امداد سے تیری ضرور　　ہے مجھے اُمید اے ربِ غفور
کرتا ہوں تیرے بھروسہ پر یہ کام　　پائے یہ باحسن و خوبی اختتام
یاوسیع تیری رحمت ہے وسیع　　سُن لے میری التجائیں یاسمیع
ہے مرا مرشد امام العارفین　　ہے مرا مرشد امام السالکین
ہند میں روشن ہے مثلِ آفتاب　　ہو رہا ہے اک زمانہ فیضیاب
کیا کہوں کیسے ہیں میرے دستگیر　　شاہ ہیں شاہوں کے اور پیروں کے پیر
التجا میری یہ ہے اے کردگار　　فیض کو مرشد کے رکھ تو برقرار
اور مرے ماں باپ کو بھی اے خدا　　جنت الفردوس میں رکھنا سدا
اے خدا اے بادشاہ دادگر　　اپنی رحمت سے مجھے بھی شاد کر
تجھ سے ہی حاجت رکھوں اے کردگار　　ہوں نہ دنیا میں کسی سے خواستگار
اپنی ہی اُلفت میں رکھنا مجھ کو تو　　تا نظر بھٹکے نہ میری کو بہ کو

(تذکرۃ العابدین ص ۲ ج ۱)

آپ ''پٹنہ'' (بہار) کے رہنے والے تھے، لکھنؤ میں پڑھنے آئے اور تحصیلِ علوم کی اور مایہ ناز عالم بنے۔ اُسی زمانہ میں سیّد صاحب اپنے وطن مالوف رائے بریلی جاتے ہوئے لکھنؤ قیام فرما ہوئے اُن کے استاذ مولانا محمد اشرف صاحب جو بہت بڑے منطقی فلسفی عالم تھے اپنے اس مایۂ ناز شاگرد کو لے کر سیّد صاحب سے ملنے گئے، تخلیہ چاہا۔ سیّد صاحب پورے عالم نہ تھے لیکن آیت مبارکہ وما ارسلنک الا رحمة للعلمين (ہم نے آپ کو اسی لیے بھیجا ہے کہ تمام جہانوں پر رحمت ہو) پر بیان شروع فرمایا۔ یہ سلسلہ بیان دو گھنٹے جاری رہا جس کا اتنا اثر ہوا کہ منطق و فلسفہ اور اعتراضات سے ذہن خالی ہو گیا اور بقول سوانح نگار :

''دونوں کی داڑھیاں روتے روتے تر ہو گئیں''۔

یہی مولانا ولایت علی صاحب ہیں جو سیّد صاحبؒ کے ساتھ رہے۔ سیّد صاحبؒ کا پٹنہ وغیرہ کا کامیاب دورہ کرایا۔ بقول ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر ''اِن کے (سیّد صاحبؒ کے) مریدوں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ایک باقاعدہ نظامِ حکومت کی ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے باقاعدہ اپنے ایجنٹ مقرر کیے تاکہ ہر اس شہر سے جو ان کے راستہ میں پڑتا ہو تجارت کے منافع پر ٹیکس وصول کریں۔ اس کے بعد انہوں نے چار خلیفے مقرر کیے یعنی رُوحانی نائب اور ایک قاضی القضاة مقرر کیا۔ اور اس کے لیے ایک باقاعدہ فرمان جاری کیا جیسا کہ مسلمان بادشاہ اپنے صوبہ جات میں اپنے گورنر مقرر کرتے وقت کیا کرتے تھے۔ اس طرح پٹنہ میں ایک مستقل مرکز قائم کرنے کے بعد وہ یہاں سے روانہ ہوئے''۔

اس میں ان خلفاء کے نام نہیں لیے گئے غالباً اُن کے نام یہ ہیں : مولانا سیّد مظہر علی صاحب، مولانا الٰہی بخش صاحب، مولانا ولایت علی صاحب، مولانا عنایت علی صاحب اور قاضی القضاة مولانا شاہ قاضی احمد حسین صاحب (شاندار ماضی جلد سوم از اول تا ص ۶۸)

پھر مولانا ولایت علی صاحب نے سیّد صاحب کی شہادت کے بعد ''پٹنہ'' کو بھی مرکز بنایا اور ستھانہ میں بھی جہاں بالاکوٹ سے بچے ہوئے مجاہدین نے نوشہرہ کے علاقہ میں دریائے سندھ سے اوپر ''کوہ ستھانہ'' [۲] میں (جو ساڑھے سات ہزار فٹ کی بلندی پر ہے) اپنا مرکز بنا لیا تھا۔ (جب آریا ترک وطن کر کے کوہ ہندوکش سے گزر کر اس مقام پر پہنچے تھے تو انہوں نے اسے ''مہابن'' کا نام دیا تھا۔ اس وقت یہ بہت عظیم بن تھا) اِدھر پٹنہ کے مرکز سے بنگال و بہار میں اپنے رسائل کے ذریعہ جو سو کے قریب تھے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور اُدھر ''ستھانہ'' سے جہاد بالسیف بھی کیا۔ سیّد صاحب کے بعد بالکل اسی طرز پر فریضۂ جہاد کی ادائیگی میں آپ ہی اُن کے جانشین ہوئے۔

---

[۲] آجکل اسے اِسْتھانہ کہتے ہیں لیکن پشتو میں الف کے بغیر بسکون السین ابتداء بالسکون کے ساتھ اس کا تلفظ ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۲۰۵ھ میں اور وفات ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء میں بعمر ۶۴ سال بعارضۂ خناق ہوئی، سھانہ میں مدفون ہوئے۔ دخل خلدا تاریخ وفات ہے۔ مولانا کے حالات ہر عالم کے لیے ایک درس ہیں مگر یہاں ان کے بیان کی گنجائش نہیں۔ (دیکھیں شاندار ماضی جلد سوم)

حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر مولانا ولایت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سھانہ چلے جاتے تو جہاد میں شرکت ہو سکتی تھی مگر خداوند کریم کو آپ سے دوسرا کام لینا تھا۔

حضرت مولانا ولایت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہو کر دیوبند تو آ گئے مگر چند ہی روز بعد آپ حصولِ علم کے شوق میں دہلی تشریف لے گئے لیکن والد ماجد کی علالت کے باعث کچھ عرصہ بعد ہی واپس دیوبند تشریف لے آئے بہت روز اُن کا علاج کراتے رہے لیکن وہ صحت یاب نہ ہو سکے اور وفات پا گئے ان کی وفات کے بعد آپ نے تجارت کا سلسلہ شروع کیا اور عطار کی دُکان کر لی۔

## میاں جی کریم بخش رحمہ اللہ :

اِن دنوں ایک بزرگ حضرت میاں جی کریم بخش صاحب انصاری رامپوری [۳] دیوبند تشریف لائے ہوئے تھے آپ نے ان سے بیعت ہونے کی درخواست کی بعد استخارہ شرفِ بیعت حاصل ہوا۔ (ولادت ۱۲۳۴ھ وفات ۱۷ ارشوال ۱۲۷۹ھ)۔ (تذکرۃ العابدین ص ۶۳)

ادھر ان ہی دنوں میاں جی کریم بخش صاحبؒ نے خواب دیکھا کہ آسمان پر ایک بہت بڑا ستارہ ہے اس کے گرد اور بہت سے ستارے ہیں۔ بڑا ستارہ ان کی گود میں آ گیا ہے۔ میاں جی رحمۃ اللہ علیہ نے صبح کو مریدین سے فرمایا کہ مجھ سے کوئی سیّد بیعت ہوگا متبع سنت ہوگا اس سے لوگوں کو بڑا فیض پہنچے گا اور وہ بہت سے دینی کام انجام دے گا۔ (تاریخ دار العلوم ج ۲ ص ۲۲۲)

میاں جی کریم بخش صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا محمود حسن صاحب رامپوری انصاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۶۹ء سے خلافت حاصل تھی (ولادت ۱۲۲۹ھ، وفات ۱۲۶۹ھ ۱۷ ارذی قعدہ)۔ (تاریخ دار العلوم ص ۲۲۲)

حضرت حاجی صاحبؒ حضرت میاں صاحب سے بیعت ہوئے مقامات سلوک طے کیے اور مجاز ہوئے۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ آپ کے شیخ میاں جی کریم بخش صاحب رحمہ اللہ نے اپنی حیات میں اپنے صاحبزادے میاں حسن علی صاحب اور اپنے پیر کے بیٹے میاں محمد صدیق صاحب کو بھی بیعت کرادیا۔ ملخصاً از تذکرۃ العابدین ص ۶۵)

---

[۳] رامپور ضلع سہارنپور میں ایک بستی کا نام ہے اسے رامپور منہیاران کہا جاتا ہے وہ ہی مراد ہے، ریاست رامپور مراد نہیں ہے۔

پھر لکھتے ہیں: اس کے بعد حاجی صاحب مع متعلقین ہمراہ مولوی محمد قاسم صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب ومولوی مظفر حسین صاحب ومولوی نور الحسن صاحب مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ بمبئی میں حاجی صاحب کی ملاقات شاہ محمد امام صاحب قادری مدراسی سے ہوئی۔ انہوں نے تبرکاً اجازت دی۔ (ملخصاً تذکرہ ص ٦٦)

حج سے واپسی پر آپ نے اس کا (شاہ محمد امام صاحب قادری کی اجازت کا) ذکر میاں جی کریم بخش صاحبؒ سے کیا انہوں نے پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ بزرگ ابدال میں سے ہیں جنہوں نے میری اجازت پر صاد کی ہے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد میاں جی کریم بخش صاحبؒ کی ۱۷ رشوال ۱۲۷۹ھ میں وفات ہوگئی۔

## خلوت پسندی :

حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد چھتہ کی مسجد میں قیام اختیار فرمایا۔ سب سے ملنا جلنا ترک کردیا۔ گھر کا سامان کپڑے وغیرہ فقراء میں تقسیم کردیئے، ایک کمبل اور تہہ بند یہ لباس اختیار کرلیا۔ (آخر عمر تک یہی آپ کا لباس رہا اور مسجد چھتہ ہی میں قیام رہا)۔ اس کے بعد ایک سفر کرنال اور پانی پت کا کیا۔ وہاں حضرت شاہ راج خاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی سلسلۂ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (تذکرۃ العابدین ص ٦٧)

شاہ راج خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے نواح میں ایک معمر بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب اور شاہ اسحٰق صاحب سے بہت تعلق تھا رحمہم اللہ۔ چالیس سال تک جمعہ کے دن حضرت شاہ صاحب کے یہاں حاضر ہوکر جمعہ ادا کرتے رہے۔ جمعہ کے بعد اُسی دن گھر واپس چلے جاتے تھے۔ آپ کا مکان موضع سوندہ پرگنہ تاوڑو ضلع گوڑگاواں میں تھا۔ (تذکرۃ العابدین ص ۱۹۱ و ۱۹۲)

## مسجد چھتہ :

تاریخ دیوبند میں مسجد چھتہ کے زیرِ عنوان تحریر ہے :

''دیوبند کے مشہور بزرگ حضرت حاجی محمد عابد صاحبؒ کا قیام بھی اسی مسند کے حجرہ میں رہتا تھا۔ دار العلوم کے قیام کے بعد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ جو دار العلوم کے سب سے پہلے صدر مدرس تھے اس مسجد میں قیام پذیر رہے غرض کہ یہ مسجد دیوبند کے اکثر اہل اللہ کی جائے قیام اور سرچشمۂ فیض رہ چکی ہے۔ مسجد کے صحن میں انار کا وہ تاریخی درخت بھی اب تک موجود ہے جس کے سایہ میں دار العلوم کا مبارک آغاز عمل میں آیا تھا۔

۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں مسجد کے قدیم حجرے جو شمالی جانب تھے ان کی جگہ اب نئی عمارت بن گئی

ہے"۔(تاریخ دیوبند ص ۲۹۰۔۲۹۱۔تاریخ دارالعلوم ج ۱ ص ۱۴۸)

## ریاضت :

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ریاضت کرتے تھے۔صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ آپ نے حضرت راج خان صاحب کے یہاں سے واپس آکر چلہ کشی فرمائی پھر ایک سال بعد دوسری دفعہ چلہ کیا اس دفعہ چودھری صابر بخش کی مسجد میں چلہ کشی فرمائی۔پھر آپ نے چھتہ کی مسجد میں ایک توجہ خانہ بنوایا اور اس میں حلقہ کرنا شروع کیا (تذکرہ ص ۶۸ ملخصاً)

مسجد چھتہ میں حضرت حاجی محمد عابد صاحب قدس سرہٗ کا قیام ساٹھ برس تک رہا تیس سال تک آپ کی تکبیر اُولیٰ فوت نہیں ہوئی۔نماز تہجد کا ایسا التزام تھا کہ ساٹھ سال تک قضاء کی نوبت نہیں آئی۔(تاریخ دارالعلوم ص ۴۷۸)

یہی مسجد حضرت حاجی محمد عابد صاحب کی عبادت گاہ تھی اور وہیں آپ کا خلوت خانہ تھا یہ کمرہ اب تک ہے۔جس زمانہ میں ۱۵؍صفر ۹۶ھ/ ۱۶؍فروری ۷۶ء کو میں نے اس مضمون کا مسودہ لکھا تھا معلوم ہوا تھا کہ ان دنوں اس میں مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہی قیام رکھتے تھے۔

تاریخ دیوبند میں ہے کہ :

"آج تک بھی بفضلہٖ تعالیٰ وہ انار کا درخت موجود ہے جس کے سایہ میں مدرسہ شروع ہوا، اسی مسجد کے حجروں میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (قدس اللہ اسرارہم) کا قیام بھی رہا ہے۔اس کے شمالی حجروں کی جگہ ۱۳۹۰ھ میں اب نئی عمارت بن گئی ہے"۔ (تاریخ دیوبند ص ۲۹۱)

تاریخ دارالعلوم میں آپ کے بارے میں تحریر ہے :

"حاجی صاحب دیوبند میں ایک ذی وجاہت صاحب اثر عابد زاہد ہستی تھے آپ کی بزرگی کا سکہ دیوبند کے ہر خورد وکلاں مرد وعورت بچے اور بوڑھے کے دل پر تھا۔ان کے روحانی فیض نے دیوبند اور اطراف وجوانب بلکہ دوسرے صوبوں کے لوگوں کے دلوں کو بھی مسخر کر رکھا تھا۔عابد وزاہد ہونے کے ساتھ بہت بڑے عامل بھی تھے۔آپ کے تعویذوں کا روحانی فیض بیماروں پر تریاق کا کام کرتا تھا۔آپ کی صورت کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔پابندیٔ وضع، استقلالِ طبع، اُولوالعزمی، خوش تدبیری آپ کی مشہور ہے باوجودیکہ دنیا کو ترک کر دیا ہے مگر کوئی آپ سے مشورہ لیتا ہے تو اس میں ایسی اچھی رائے ہوتی ہے جیسے بڑے کسی ہوشیار دنیادار کی۔"

نیز لکھا ہے :

''اہلِ دیوبند کو آپ سے کمال درجہ عقیدت ہے۔ آپ کی ذات فیض آیات سے خلائق کو بہت طرح کا نفع حاصل ہے۔ غیر مذہب والے بھی آپ کے تعویذوں کے معتقد ہیں۔ گھر بار زمین باغ جس قدر آپ کی مِلک میں تھا سب کا سب راہِ خدا میں دے کر محض خدا پر تکیہ کیا ہوا ہے''۔

(تاریخ دار العلوم ص ۲۲۳ ج ۲ و تاریخ دیوبند ص ۲۷۹، ۲۸۰)

سوانح قاسمی میں لکھا ہے کہ :

''حضرت حاجی محمد عابد صاحبؒ قوتِ فیصلہ اور اصابت رائے میں نسبتِ مرتضوی رکھتے تھے ایک مرتبہ آپ کو بہت رنجیدہ دیکھا گیا لوگوں کے اصرار پر بتایا کہ ۲۸ سال کے بعد آج صبح کی تکبیر تحریمہ فوت ہوگئی۔ (تاریخ دیوبند ص ۱۱۰)

(جاری ہے)

☆☆☆


آیئے قرآن سیکھیں . برائے خواتین وحضرات

# فہمِ قرآن کلاس

مدت 3 ماہ (روزانہ ایک گھنٹہ) بلا معاوضہ

## آغاز 12 اپریل 2004ء

مدرس : مولانا احمد یار صاحب لاہوری تجوید : قاری محمد سعید اسعد صاحب

کلاس 1 : کامسٹ کالج 114-A نیو مسلم ٹاؤن بینک سٹاپ مین وحدت روڈ لاہور 7:00 تا 8:00 شام

کلاس 2 : نیازی ہاؤس گلی نمبر 2 لنک جناح سٹریٹ سعید پارک شاہدرہ لاہور 5:45 تا 6:45 صبح

کلاس 3 : رائل سائنس اکیڈمی نزد عائشہ ڈگری کالج ٹمبر مارکیٹ لاہور 7:45 تا 8:45 شام

کلاس 4 : شفیع ریزوکیمیکل 22 کلومیٹر فیروز پور روڈ لاہور 4:30 تا 5:30 شام

رابطہ : عالمی فہم قرآن (ٹرسٹ) دار العلوم لاہور

فون نمبر: 7913549 موبائل 0300-4258798


☆☆☆

# ماہِ صفر..........احادیث مبارکہ کی روشنی میں

﴿ جناب محمد عدنان زکریا صاحب ﴾

## ماہِ صفر کی وجہ تسمیہ :

ماہ صفر کو ''صفر'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ صفر کے معنی لغت میں ''خالی'' ہونے کے آتے ہیں چونکہ اس مہینہ میں عموماً عربوں کے گھر خالی رہتے تھے اس وجہ سے کہ وہ لڑائی بھڑائی اور سفر میں چل دیتے تھے اس لیے اس ماہ کا نام ''صفر'' رکھ دیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۲ ص ۳۵۴)

## ماہِ صفر کی فضیلت :

ماہِ صفر کے متعلق کسی خاص فضیلت کا ثبوت قرآن وسنت سے نہیں ملتا البتہ کتبِ تاریخ سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ ۱۲؍صفر ۲ھ (۴؍اگست ۶۲۳ء) بروز جمعرات کو فرضیت جہاد کا حکم نازل ہوا تھا۔ (تقویم تاریخی ص ۱، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد)

## ماہِ صفر احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں :

عن ابی هریرة (رضی الله تعالیٰ عنه) قال قال رسول الله ﷺ "لا عدوی ولا طیرة ولا هامة ولا صفر". (بخاری ج ۲ ص ۸۵۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مرض کا لگ جانا، اُلّو اور صفر اور نحوست یہ سب بے حقیقت باتیں ہیں''۔

عن جابر (رضی الله تعالیٰ عنه) قال سمعت النبی ﷺ یقول لا عدوی ولا صفر ولا غول". (مسلم ج ۲ ص ۲۳۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے: ''مرض کا لگ جانا، صفر اور غول بیابانی سب (بے بنیاد) خیالات ہیں اِن کی کوئی حقیقت نہیں''۔

عن ابی هریرة (رضی الله تعالیٰ عنه) قال قال رسول الله ﷺ "لا عدوی ولا هامة ولا نوءَ ولا صفر". (مسلم ج ۲ ص ۲۳۱)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مرض کا لگ جانا، اُلّو، ستارہ اور صفر یہ سب وہم پرستی کی باتیں ہیں اِن میں کوئی حقیقت نہیں''۔

مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ میں رحمتِ کائنات ﷺ نے صفر کے متعلق جتنے باطل نظریات (بے بنیاد) خیالات اور توہمات زمانہ جاہلیت میں عربوں کے اندر پائے جاتے تھے ان سب کی صاف صاف نفی فرمادی اور کسی بھی قسم کے توہمات کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔

جہاں زمانہ جاہلیت کے توہمات کی اِن ارشادات سے تردید ہوگئی وہیں آپ ﷺ کے اِن ارشادات مبارکہ سے بعد کے زمانہ میں قیامت تک پیدا ہونے والے تمام غلط خیالات وتصورات کی نفی بھی ہوگئی کیونکہ آپ ﷺ کے یہ ارشادات قیامت تک کے لیے ہیں اور ثابت ہوگیا کہ ماہ صفر میں ہرگز کوئی نحوست نہیں ہے اور آفات وبلیات وامراض بھی اس مہینہ میں نازل نہیں ہوتے۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور ارشادات کو مضبوطی سے تھامیں اور قدیم وجدید جملہ توہمات سے اجتناب کریں۔

## ماہِ صفر کے متعلق عوام الناس کے خیالات :

شیطان مسلمانوں کا ازلی دشمن ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں قسم کھا کر آیا ہے کہ میں ضرور مسلمانوں کو گمراہ کر کے رہوں گا، اُس کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو ایسے افعال واعمال میں مبتلا کردے جن کا دین وشریعت سے دُور کا بھی واسطہ اور تعلق نہ ہو اور مسلمان اُن کو دین سمجھ کر کرتے رہیں اور انہیں توبہ کی بھی توفیق نہ ہو، اپنا ایمان بھی ضائع کر بیٹھیں اور ہاتھ بھی کچھ نہ آئے۔

ع خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

چنانچہ شیطان اور اُس کے متبعین نے مسلمانوں میں بہت سی ایسی بے سروپا باتیں مشہور کر رکھی ہیں جن کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں :

''اور بعض جگہ صفر کی تیرہویں تاریخ کو کچھ گھونگھیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتے ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے۔ یہ اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں۔

بعض صفر کو ''تیرہ تیزی'' کہتے ہیں اور اس کو نامبارک جانتے ہیں۔
بعض مقامات پر صفر کے آخری چہار شنبہ کو تہوار مناتے ہیں اور عیدی بھی دیتے ہیں جس کا یہ مضمون ہے :

آخری چہار شنبہ آیا ہے
غسلِ صحت نبی نے پایا ہے

اور مکتبوں میں چھٹی بھی ہوتی ہے۔ سو یہ ایجاد فی الدین ہے۔
ایک نواب زادہ نے اپنے معلم سے جو محقق تھے اس تاریخ میں عیدی مانگی۔ انہوں نے عیدی کے پیرایہ میں اس رسم کی خوب نفی کی ہے۔

آخری چہار شنبہ ماہِ صفر
ہست چوں چہار شنبہ ہائے دگر
نہ حدیثی شدہ درآں وارد!
نہ درو عید کرد پیغمبر!

ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ دوسرے چہار شنبوں ہی کی طرح ہے نہ تو اِس (کی فضیلت) کے متعلق کوئی حدیث آئی ہے نہ اِس دن نبی علیہ السلام نے عید منائی ہے''۔ (زوال السنۃ عن اعمال السنۃ ص ۸)
حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی صفر کے متعلق دورِ حاضر کے لوگوں کے خیالات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

''آج کل بھی ماہ صفر کے متعلق عام لوگوں کے ذہن میں مختلف خیالات جمے ہوئے ہیں جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں :
بعض لوگ ماہ صفر میں شادی بیاہ اور دیگر پُر مسرت تقریبات منعقد کرنے اور اہم اُمور کا افتتاح اور ابتداء کرنے سے پرہیز کرتے ہیں، اور کہا کرتے ہیں کہ صَفَر میں کی ہوئی شادی صِفَر ہوگی (یعنی ناکام ہوگی) اور اس کی وجہ عموماً ذہنوں میں یہ ہوتی ہے کہ صفر کا مہینہ نامبارک اور منحوس مہینہ ہے چنانچہ صفر کا مہینہ گزرنے کا انتظار کرتے ہیں اور پھر ربیع الاول کے مہینہ سے اپنی تقریبات شروع کردیتے ہیں۔ اس وہم پرستی کا دین سے کوئی واسطہ نہیں، یہ محض باطل ہے۔
بعض لوگ اِس دن گھروں میں اگر مٹی کے برتن ہوں تو اُن کو توڑ دیتے ہیں۔ اور اسی دن بعض لوگ

چاندی کے چھلے اور تعویذات بنوا کر ماہ صفر کی نحوست، مصیبتوں اور بیماریوں سے بچنے کی غرض سے پہنا کرتے ہیں۔ یہ خالص وہم پرستی ہے جس کو ترک کرنا واجب ہے۔

چونکہ زمانہ جاہلیت میں ماہ صفر کے متعلق بکثرت مصیبتیں اور بلائیں نازل ہونے کا اعتقاد تھا، اسی بنیاد پر مذہبی لوگوں نے بھی اس ماہ کو مصیبتوں اور آفتوں سے بھرپور قرار دیا ہے حتّٰی کہ لاکھوں کے حساب سے آفات وبلیات کے نازل ہونے کی تعداد بھی نقل کردی ہے۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جلیل القدر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی اِسی ماہ میں مبتلائے مصیبت ہونا قرار دیا ہے۔ اور پھر خود ہی انہوں نے نماز کے خاص خاص طریقے بتلائے جن پر عمل کرنے سے عمل کرنے والا تمام مصائب وآلام سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ سب من گھڑت اور اپنی طرف سے بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کی قرآن وسنت سے کوئی سند نہیں ہے۔ کیونکہ جب بنیادی طور پر ماہ صفر میں مصیبتوں اور آفتوں کا نازل ہونا ہی باطل ہے اور جاہلیت اُولیٰ کا ایجاد کردہ نظریہ ہے اور حضور اقدس ﷺ نے اِس کو بالکل بے اصل اور بے بنیاد قرار دیا ہے تو اس پر جو بنیاد رکھی جائے گی وہ بھی باطل اور غلط ہی ہوگی"۔ (صفر اور توہم پرستی ص ۵ طبع صدیقی ٹرسٹ، کراچی)

## ماہِ صفر سے متعلق ایک روایت کی وضاحت :

من گھڑت اور ایجاد کردہ باتوں کی کوئی بنیاد تو ہوتی نہیں لیکن جب جاہلوں سے یا ان کے گمراہ کن راہنماؤں سے ان کے باطل نظریات کی دلیل مانگی جاتی ہے تو وہ من گھڑت روایتیں اور غلط دلیلیں پیش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ صفر کے منحوس ہونے کے متعلق بھی ایک روایت پیش کی جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

قال رسول اللہ ﷺ من بشرنی بخروج صفر بشرتہٗ بالجنۃ. (الموضوعات الکبریٰ ص ۲۲۴ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے ماہ صفر گزرنے کی بشارت دے گا میں اُس کو جنت کی بشارتِ دوں گا"۔

اس روایت سے یہ لوگ ماہ صفر کے منحوس اور نامراد ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر میں نحوست تھی تب ہی تو نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی اور صفر کے بسلامت گزرنے کی خبر دینے پر جنت کی بشارت دی تو اس کے متعلق واضح ہو کہ :

(۱) اول تو ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے جو بڑے جلیل القدر محدث ہیں اپنی مشہور ومعروف کتاب "الموضوعات الکبری" میں (جس میں موصوفؒ نے موضوع یعنی بے اصل اور من گھڑت حدیثیں جمع کی ہیں) مذکورہ بالا حدیث ذکر کر کے فرمایا کہ "لا اصل له" کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔ لہٰذا مذکورہ روایت سے استدلال کرنا سراسر جہالت اور گمراہی کی بات ہے۔

(۲) دوسرے اگر اس روایت کے الفاظ پر غور کریں تو ان الفاظ میں کہیں بھی صفر کے منحوس ہونے پر کوئی اشارہ نہیں ہے۔ لہٰذا ان الفاظ سے ماہ صفر کو منحوس سمجھنا محض اختراع اور اپنا خیال ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

(۳) تھوڑی دیر کے لیے اس روایت کے من گھڑت ہونے سے قطع نظر کر کے اگر اِس کے الفاظ پر غور کریں تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ماہ ربیع الاول میں ہونے والی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم موت کے بعد اللہ جل شانہٗ کی ملاقات کے مشتاق تھے، جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ماہِ صفر کے گزرنے اور ربیع الاول کے شروع ہونے کا انتظار تھا اور ایسی خبر لانے پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اِس بشارت کو مرتب فرمایا۔ چنانچہ تصوف کی بعض کتابوں میں اِسی مقصد سے اس روایت کو ذکر کیا گیا ہے لیکن ماہ صفر کی نحوست اس سے قطعاً ثابت نہیں ہوتی۔

## ماہِ صفر اور تیرہ تیزی :

آج کل مسلمانوں میں اسلامی تعلیم کی کمی کی وجہ سے بعض ایسے خیالات پیدا ہو گئے ہیں جن کا دین وشریعت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ خواتین نے تو اِس مہینہ کا نام ہی "تیرہ تیزی" رکھ دیا ہے اور بعض جگہ اِس مہینہ کی تیرہ تاریخ کو چنے اُبال کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ بلائیں ٹل جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تمام غلط عقیدوں کی اصلاح فرمائی ہے چنانچہ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

> "عدوی (چھوت چھات) اور ہام (اُلّو) اور صفر کا مہینہ (جس کو لوگ منحوس سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرہ تیزی کے مہینے میں کوئی کام اچھا نہیں) اس کی کوئی حقیقت نہیں، بغیر حکمِ خداوندی کے کچھ نہیں ہوتا"۔ (مؤطا امام مالک ص ۷۲۱)

# آخری چہار شنبہ

## رحمت دو عالم ﷺ کے مرض الوفات کے آغاز کا دن :

آخری چہار شنبہ (ماہ صفر کا آخری بدھ جو عوام میں "سیر بدھ" کے نام سے مشہور ہے) کے متعلق عوام میں یہ مشہور ہے کہ اس دن رحمت دو عالم ﷺ نے غسل صحت فرمایا تھا اور سیر و تفریح فرمائی تھی اس لیے اس دن کو ناواقف اور سادہ لوح مسلمان مرد اور عورتیں خوشی کا دن سمجھ کر باغات میں سیر و تفریح کے لیے جاتے ہیں، شیرینی تقسیم کرتے اور عمدہ قسم کے کھانے پکانے کا اہتمام کرتے ہیں۔

مسلمانوں بھائیوں! مسلمانوں کے تینوں بڑے فرقے دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث اس پر متفق ہیں کہ آخری چہار شنبہ (آخری بدھ) کے روز رحمت دو عالم ﷺ کے مرضِ وفات کا آغاز ہوا تھا اور اسی مرض میں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی۔

مشہور مؤرخ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

"چہار شنبہ ۲۸ صفر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کا آغاز ہوا" (طبقات ابن سعد ص ۲۰۶ طبع بیروت)۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

"ماہِ صفر کے اخیر عشرہ میں آپ ﷺ ایک بار شب کو اُٹھے اور اپنے غلام ابو مویھبہ کو جگایا اور فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اہلِ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) کے لیے استغفار کروں۔ وہاں سے واپس تشریف لائے تو دفعۃً مزاج ناساز ہو گیا۔ سر میں درد اور بخار کی شکایت پیدا ہو گئی، یہ اُم المومنین حضرت میمونہؓ کی باری کا دن تھا اور بدھ (چہار شنبہ) کا روز تھا۔" (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۱۵۷)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

"۲۸ صفر ۱۱ ہجری چہار شنبہ (بدھ) کی رات میں آپ ﷺ نے قبرستان بقیع غرقد میں تشریف لے جا کر اہل قبور کے لیے دعاء مغفرت کی۔ وہاں سے تشریف لائے تو سر میں درد تھا اور پھر بخار ہو گیا اور یہ بخار صحیح روایات کے مطابق تیرہ روز تک متواتر رہا اور اسی حالت میں وفات ہو گئی"۔ (سیرت خاتم الانبیاء ص ۱۴۱)

### قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی :

"آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن میں جناب رسول اللہ ﷺ کو شدتِ مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی۔ وہ اب جاہل ہندیوں میں رائج ہوگئی۔ نعوذ باللہ من شُرورِ اَنفسنا ومن سیّئات اعمالنا"۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۵ مطبوعہ کراچی)

### بریلوی مکتبہ فکر کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان کا فتوی :

"آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اِس دن صحت یابی حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات ہوئی اُس کی ابتداء اِسی دن سے بتائی جاتی ہے"۔ (احکام شریعت ص ۱۸۳ ج ۳)

### بریلوی مکتبہ فکر کے ایک دوسرے عالم دین مولانا امجد علی تحریر فرماتے ہیں :

"ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کردیتے ہیں سیر وتفریح اور شکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اِس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرونِ مدینہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ اِن دنوں میں حضور اکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا، لوگوں کو جو باتیں بتائی ہوئی ہیں سب خلاف واقع ہیں"۔ (بہارِ شریعت ص ۲۴۲ ج ۱۶)

قطع نظر اِن تمام باتوں کے اِس پہلو پر بھی غور کرنا چاہیے کہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کل تیرہ دن بیمار رہے ہیں اور اِس پر سب متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے سوموار کو وصال فرمایا ہے اس حساب سے اگر دیکھا جائے تو آپ ﷺ کے مرضِ وفات کے آغاز کا دن بدھ ہی بنتا ہے اِسی طرح کہ بدھ سے دوسری بدھ تک ۸ یوم اور جمعرات سے سوموار تک ۵ یوم (۸+۵=۱۳) لہٰذا مرض وفات کا آغاز بدھ ہی سے ہوا۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ماہ صفر کا آخری بدھ رسول اللہ ﷺ کے مرض کا آغاز کا دن تھا نہ کہ صحت یابی کا۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ آخری چہار شنبہ یہودیوں اور ایرانی مجوسیوں کی رسم ہے جو ایران سے منتقل ہوکر ہندوستان میں آئی ہے اور یہاں کے بے دین بادشاہوں نے اِسے پروان چڑھایا ہے۔ (دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی ص ۱۸۔۱۹ ج ۱) (باقی صفحہ ۱۱)

# سیرۃ نبوی

## اور

# مستشرقین

﴿ شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ ﴾

کسی عظیم شخصیت کے متعلق تین اُمور ایک منصف مزاج محقق کی نگاہ میں قابلِ توجہ ہیں :

(1) تاریخی تعارف

(2) ذاتی کردار

(3) اُس کے دائرۂ کار سے متعلق کارنامے

## (1) تاریخی تعارف :

اقوامِ عالم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل جس قدر پیشوایانِ دین اور ہادیانِ ملت اور انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں ان کے تاریخی تعارف کے متعلق اُن کی وفات سے لے کر اب تک یقینی طور پر اس سے زیادہ کچھ بھی معلوم نہیں، جو بائیبل میں اُن کے متعلق مختصر تذکرہ درج ہے، اور وہ عدمِ محفوظیت اور تحریفات کی وجہ سے اُن کی عظمتِ شان کے خلاف ہے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق کتابِ پیدائش باب ۱۹ آیت ۲۱ میں ہے ''نوح نے شراب پی اور ننگا ہوگیا'' اور حضرت لوط علیہم السلام کے متعلق کتابِ پیدائش باب ۱۹ آیت ۳۰ تا اختتامِ باب میں مذکور ہے ''لوط نے شراب پی اور اپنی صاحبزادیوں سے ہم بستر ہوا، وہ حاملہ ہوئیں اور ان سے اولاد پیدا ہوئی''۔ انجیل متیٰ باب ۲۶ میں ہے کہ ''یہود احواری نے تیس روپے رشوت لے کر مسیح کو گرفتار کرایا۔''

بائیبل کے ان حوالجات سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس میں جو تھوڑا بہت تذکرہ موجود ہے وہ بھی پُر از اغلاط اور قابلِ اعتبار ہے، جو یہود اور نصارٰی کے مذہب کی بنیادی کتاب ہے، باقی ان حضرات کے متعلق ان کے قریب زمانے میں کوئی مستند سوانح یا لائف سند کے ساتھ تحریر نہیں کی گئی اِس کے برخلاف حضور علیہ السلام کی ذات وہ واحد شخصیت ہے جو تاریخی تعارف کے اعتبار سے یکتا ہے، ان کی پیدائش، بچپن کے حالات اور زندگی کے کل واقعات سند کے ساتھ موجودہ ہیں، اُن کی تعلیمات اور ملفوظات کا ایک ایک حرف مستند طریقے پر کتبِ حدیث وسیر میں موجود (درج) ہے۔ اور آج بھی

اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کا کوئی واقعہ معلوم کرنا چاہے تو معلوم کر سکتا ہے گویا حضور علیہ السلام آسمانی تاریخ کے ایک آفتابِ عالم تاب ہیں جس میں آپ کی ذات کا ہر خدوخال نمایاں ہے۔ آپ کی زندگی کے حالات میں مختلف زبانوں میں مسلم وغیر مسلم مصنفین نے جس قدر کتابیں لکھی ہیں آج تک کسی شخصیت کے متعلق اتنی کتابیں نہیں لکھی گئیں۔

## احادیث :

آپ کے ملفوظاتِ دینی یعنی احادیث دس لاکھ سے زائد تحریر میں آچکی ہیں اوران کے حفاظ بھی موجود تھے جن کو یہ ملفوظات زبانی یاد تھے۔

امام احمد حنبلؒ دس لاکھ احادیث اور امام ابوزرعہؒ سات لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ قسطلانیؒ نے فلاس سے نقل کیا ہے کہ جو حدیث امام بخاریؒ کو معلوم نہ ہو وہ حدیث نہیں یعنی آپ کو حضور علیہ السلام کی تمام احادیث اور ملفوظاتِ دینی یاد تھے۔

## صحابہؓ :

جن اہلِ ایمان نے حضورِ اکرم ﷺ کی صحبت پائی ہے یعنی آپ ﷺ کے دوست اور صحابہ تھے، ان میں سے تقریباً بارہ ہزار کے احوال تاریخ میں قلمبند ہیں۔

کیا ایسی شخصیت دنیا اور خاص کر ایسے ملک میں جو اُمّیین اور ناخواندوں کا ملک ہو، کوئی بتا سکتا ہے کہ ان کی احادیث یعنی باتیں کروڑوں انسانوں کے لیے قانونِ زندگی کی حیثیت رکھتی ہوں اور دس لاکھ کی تعداد میں قلم بند ہوں اور صدیوں تک یہی تعداد مختلف محدثین کے سینوں میں محفوظ ہو اور بارہ ہزار دوستوں کے احوال بھی صحیح سند کے ساتھ اور مستند طریقے سے ضبطِ تحریر میں آچکے ہوں۔ اس سے بڑھ کر تاریخی تعارف کسی دُوسرے انسان کو تاریخی دَور کے کسی حصے میں حاصل نہیں ہُوا ہے۔

## (2) ذاتی کردار :

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل چونکہ اُمتِ محمدیہ بلکہ کل اقوامِ بشریہ کے لیے اُسوۂ حسنہ اور نمونۂ انسانیتِ کاملہ تھا اس لیے دستِ قدرت نے سنتِ نبوی کی شکل میں اور اُمتِ محمدیہ صالحہ کے اعمال کی صورت میں اِس کو محفوظ رکھا تاکہ قیامت تک اگر کوئی انسان کامل بن جانے کی کوشش کرنے کا خواہاں ہو تو اس نمونہ کو سُنّتِ نبویہ سے حاصل کر سکتا ہے، اُسوۂ نبوی یا محمدی اس قدر ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے کہ اس کا احاطہ ناممکن ہے لیکن ہم صرف ان میں سے چند اُمور جن کو دوست دُشمن سب تسلیم کرتے ہیں بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

انسان بہیمیت اور ملکیت کا مجموعہ ہے، بہیمیت تین صفات کو پیدا کرتی ہے: (۱) جوشِ نفس یعنی خواہشات (۲) قہر و غضب (۳) تکبر و پندار۔ یہ تینوں اگر ملکیت کے تابع ہو جاتے ہیں تو تین کمالات بالترتیب پیدا ہو جاتے ہیں۔ جوشِ نفس تابع ملکیت ہو کر عفت، پاکدامنی و قناعت اور پرہیز گاری میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ قہر و غضب، شجاعت میں بدل جاتے ہیں۔ تکبر و پندار تواضع کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور انسانیت کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

ملکیت کے تابع ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ تینوں بہیمی طاقتیں رضائے الٰہی کے ماتحت آجاتی ہیں۔ خواہشِ نفس محل رضاء الٰہی میں استعمال ہوتی ہے مثلاً نکاح۔ اور جہاں اللہ کی رضاء نہ ہو بلکہ غضب ہو وہاں استعمال نہیں ہوتی مثلاً زنا وغیرہ، اسی طرح خواہش حلال کھانے اور کمانے میں استعمال ہوتی ہے، حرام کھانے اور حرام کمانے مثلاً سود، ظلم، غضب، چوری، رشوت اور دھوکہ وغیرہ میں استعمال نہیں ہوتی۔

قہر و غضب، حفاظتِ خود اختیاری یا حفاظتِ حقوقِ مظلومین و حفاظت حقوقِ الٰہیہ میں استعمال ہوتا ہے، اور اس کے خلاف مثلاً انسانوں پر ظلم اور ناحق میں استعمال نہیں ہوتا، یہی بہادری و شجاعت کہلاتی ہے، باقی درندگی ہے۔

ملکیت کا اثر تقویٰ خشیۃ اللہ اور خوفِ آخرت ہے جس سے محاسبۂ نفس، علم و معرفت وغیرہ پیدا ہوتے ہیں کہ یہ اوصاف انسان ہی کے مخصوص کمالات ہیں۔ ان کمالاتِ چہارگانہ کے تحت ہم سیرتِ نبویہ پر بحث کرتے ہیں۔

## (۱) عفت وقناعت :

یہ دو وصف حضور علیہ السلام کے ایسے ہیں کہ دوست دُشمن اقراری ہیں کہ آپ نے بچپن سے جوانی اور جوانی سے ادھیڑ عمر تک یعنی قریباً ۵۳ سال کی زندگی اپنے دُشمنوں یعنی کفار مکہ اور قریش میں گزاری، جہاں نہ کوئی حکومت موجود تھی نہ قانون اور پورا ماحول سیاہ کارانہ تھا اور اس کو عیب بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔ زنا، شراب اور سُود خواری عام تھی، اِن ہی لوگوں میں رہ کر آپ کو خلعتِ نبوت سے نوازا گیا اور پوری سوسائٹی دُشمن بن گئی اور آپ کے قتل کے درپے ہو گئے لیکن ان دُشمنوں کی زبان سے بھی ایک لفظ آپ کی ذات کے متعلق نہ نکل سکا جو آپ کی پاکدامنی، عفت، قناعت اور امانت کے خلاف ہو بلکہ آپ کو اپنے جھگڑوں کا حَکَم مان کر آپ سے فیصلہ کراتے تھے اور "امین" کے لقب سے مشہور تھے یعنی آپ وہ ذات ہیں کہ آپ سے ہر کسی کی جان، مال اور عزت با امن اور محفوظ ہے، بلکہ بعد از ہجرت آپ کے اُس وقت کے بدترین دُشمن ابوسفیان سے ہرکلیس شاہِ رُوم نے پوچھا: هل کنتم تتهمونه بالکذب قبل ان یقول ما قال کیا تم اُن پر جھوٹ کا گمان و تہمت کا خیال کرتے رہے ہو دعوائے نبوت سے پہلے۔ قال لا جواباً ابوسفیان نے کہا کہ "نہیں"۔ آپ کی کفار میں بھی سچائی کی اس شہرت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا۔ اور کفار نے جو قرآن کے دُشمن تھے، سُن کر اس کا انکار نہیں

کیا۔ قرآن نے فرمایا انھم لا یکذبونک کہ یہ کفار تم پر جھوٹ کا الزام نہیں دھرتے۔

پچیس سال کے جوشِ جوان کی زندگی آپ نے تجرد اور توجہ حق میں گزاری۔ پھر حضرتِ خدیجہ کی درخواست پر جو چالیس سال کی بوڑھی تھیں اور جو تین شوہروں سے یکے بعد دیگرے بیوہ ہو چکی تھیں اور دُنیا سے اُن کا دل سرد ہو چکا تھا، ایک سردار نے ہزار اُونٹ کے مہر نکاح کی پیش کش کی لیکن نکاح سے انکار کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ پاکدامنی کی وجہ سے طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں۔ اِن کے ''میسرہ'' غلام نے سفرِ شام کے جو احوال انھیں سُنائے اور اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل عالمِ تورات وانجیل سے انھوں نے (حضرت خدیجہؓ نے) جو کچھ آنحضرت ﷺ کے متعلق سُنا اُن سے حضرت خدیجہؓ کو یقین آ گیا کہ آخری نبی آپ ہی ہوں گے۔ اس لیے از خود نکاح کی درخواست کی اور پچیس سال سے زائد عرصہ آپ نے اسی ایک بوڑھی بیوی کے نکاح پر قناعت کی اگرچہ جوان عورتوں کی کمی نہ تھی۔ اس کے بعد بھی جس قدر نکاح حضور ﷺ نے کیے ہیں، حضرت عائشہؓ کے سوا سب بیوگان تھیں، جس پر یورپ کے مستشرقین نے اعتراض کیا اور بلا تحقیق جو جی میں آیا لکھ دیا۔

## (۲) تعددِ ازدواج :

چنانچہ مستشرقینِ یورپ نے تعددِ نکاح نبوی کو ہدف طعن بنایا اور اس کو نفسانیت کا رنگ دیا۔ اُن کے اِس اعتراض کے تین اجزاء ہیں :

(i) قانونِ تعدد نکاح پر اعتراض

(ii) نیتِ نبوی پر اعتراض کہ اس نکاح کی محرک ہوائے نفس تھی

(iii) تعداد زوجات اُمت کے حق میں چار تک ہے لیکن حضور علیہ السلام نے نو یا گیارہ تک نکاح کیے، اس فرق پر اعتراض۔

## (i) قانون تعددِ نکاح پر اعتراض :

ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا قانون یورپ کے خود ساختہ قانون کا پابند نہیں۔ ہم اس سوال کا جواب دو طرح دیتے ہیں۔ (۱) نقلی (۲) عقلی

### نقلی دلائل :

یعنی یہود اور نصارٰی کی مسلم کتاب بائیبل سے پہلا حوالہ ابوالانبیا حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے۔ بائیبل پیدائش ۴/۱۶ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں بیک وقت تھیں: سارہ، ہاجرہ، قطورا۔ پیدائش ۲۴/۲۹ میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیک وقت چار بیویاں تھیں: لیا، زلفہ، راخل، بلہہ۔ حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی بے تعداد زوجات تھیں (یعنی بیویاں تھیں۔ استثناء ۱۵۔۲۱/۱۰۔ حضرت داوٗد علیہ السلام کی اُنیس بیویاں تھیں، شموئیل ۲۳/۱۶۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتیں تھیں، سلاطین ۱۱/۳

یہ سب بائبل کے مستند پانچ انبیاء علیہم السلام کی متعدد زوجات کے حوالے ہیں، اگر اِن پر مستشرقین کو اعتراض نہیں ہے تو تعددِ نکاح نبوی پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو قانون تعددِ نکاح کی دلیل عیسائیوں کی بائبل سے دی گئی اب عقلی دلیل تعددِ نکاح کی معلوم کرو اور سُن لو۔

## عقلی دلائل :

دلیل نمبر ۱ : اگر یورپ کے قانون کے مطابق ایک مرد کے لیے صرف ایک بیوی کے ساتھ نکاح مختص ہو تو پھر قُدرت اور فطرت کے لیے یہ ضروری تھا کہ ولادت میں ذکور واناث میں مساوات رکھی جاتی یعنی لڑکے اور لڑکیاں کل عالم میں اور ہر جگہ مساوی تعداد میں پیدا ہوتے، تاکہ لڑکیوں کی تعداد بڑھنے نہ پائے۔ اگر لڑکیوں کی تعداد پیدائش لڑکوں سے ایک فی ہزار بھی زائد ہو جاتی تو تین ارب انسانی آبادی میں ایک لاکھ لڑکوں کی پیدائش کے مقابلے میں ایک لاکھ ایک سو اور ایک کروڑ لڑکوں کے مقابلے میں دس ہزار لڑکیاں زائد ہوں گی۔ اور ایک ارب کے مقابلے میں دس لاکھ عورتیں فالتو ہوں گی، علیٰ ہذاالقیاس۔ اب سوال ہوگا کہ یہ فالتو عورتیں جنسی فطری خواہش کی تکمیل کے لیے یا خلافِ فطرت تجرد پر مجبور کی جائیں گی جو ہر دور میں اور بالخصوص اِس دور میں ناممکن ہے، یا زنا کے ذریعے ناجائز طریقے سے اپنی خواہش پوری کریں گی، جو انسانی معاشرے کی تباہی کا موجب ہوگی، لہٰذا قانون تعددِ نکاح کی صورت میں جو بشرطِ عدل اسلام میں موجود ہے اِن کی فطری ضرورت کی تکمیل کی قانونی صورت پیدا ہوگی، بالخصوص آج کل جو عموماً عورتوں کی تعداد مردوں سے بہت زیادہ ہے، اُن کی کھپت کے لیے اسلام کے فطری قانون تعددِ نکاح کے سوا اور جائز راہ نہیں۔

دلیل نمبر ۲ : تعداد اموات میں بھی مرد اور عورتوں کی مساوات قدرت کے لیے ضروری تھی، موت کی صورت میں اگر یک زوجگی کا یورپی قانون، قانون فطری اور قدرتی ہوتا تو قدرت کا فرض تھا کہ مردوں اور عورتوں کی قبض رُوح اور موت میں یکسانیت رکھتی تاکہ توازن پورا ہو، ورنہ اگر مرد زیادہ مَر جائیں اور عورتیں کم، تو اگر دونوں کی ولادتی تعداد برابر بھی ہو، جب بھی بڑی تعداد عورتوں کی بچ رہے گی، جن کے کھپانے کے لیے یورپی قانون میں جائز صورت کوئی نہ ہوگی۔ بہرحال یورپی قانونِ یک زوجگی کے تحت کارخانۂ قدرت کا فرض تھا کہ وہ شرح پیدائش واموات کی وفاتر بذریعہ ملائکہ پورے پورے ملک اور صوبوں اور ضلعوں تک میں قائم کرتی تاکہ یورپی قانون یک زوجگی کا توازن برقرار رہے لیکن ایسا نہیں ہوا، جس سے معلوم ہوا کہ یہ انسانی قانون منشاء قدرت وفطرت کی ضد ہے اور واجب الترک ہے۔

دلیل نمبر۳ : جنگ بھی فطرتِ انسانی میں داخل ہے۔انسانی افرادواقوام قوتِ شہویہ عرذبیہ (یعنی حب الوطنی) کے تحت فوائد ملک پر قبضہ کرنے کے لیے آلاتِ حرب کے ذریعے دوسرے ملک پر حملہ کرتے ہیں اور جس ملک پر حملہ ہوتا ہے، وہ مدافعت کے لیے جنگ پر مجبور ہوتا ہے جس کی وجہ سے دونوں قوموں کی فوجیں قوتِ غصبیہ کا مظاہرہ کرتی ہیں اور لاکھوں کروڑوں آدمی لقمۂ اجل بن جاتے ہیں یا بیکار ہو جاتے ہیں۔جنگِ اول میں ایسے مقتولین و بیکار لوگوں کی تعداد چار کروڑ تھی ، اور جنگِ عظیم ثانی میں چھ کروڑ تعداد تھی۔ایسی صورت میں اکثر مرد کام آجاتے ہیں اور عورتیں بچ جاتی ہیں، فوج میں بھرتی اکثر مرد ہیں، عورتیں نہ ہونے کے برابر۔

تو گویا گزشتہ دونوں جنگوں میں جو دس کروڑ مرد ضائع ہوئے اُن کے بالمقابل جو عورتوں کی تعد بچ گئی اُس کو کہاں کھپایا جائے۔جائز راستہ تعددنکاح تو مغربی قانون میں بند ہے، یہ دِقت اس صورت میں بھی باقی رہے گی اگر قبل از جنگ مرداورزن کی تعداد برابر ہو۔اگر یہ کہا جائے کہ متعدد بیویوں سے بے انصافی ہوتی ہے تو بے انصافی ایک بیوی کے ساتھ بھی کی جاتی ہے لہٰذا ایک کی بھی بندش ہونی چاہیے۔

دلیل نمبر۴ : اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلی بیوی بیمار ہوتی ہے اور مرض ممتد ہوتا ہے یا حیض ونفاس کی صورت ہوتی ہے یا بانجھ پن ہوتا ہے اور شوہر کو فرزند اور جانشین کی فکر ہوتی ہے۔اس صورت میں جنسی جذبہ کی ضرورت بھی اس بیوی سے نہیں پوری ہوتی ، کیا ایسی صورت میں عقل کا تقاضا یہ نہیں کہ ان ضرورتوں کی تکمیل کے لیے دوسری بیوی نکاح میں لانے کی قانونی گنجائش موجود ہے، یا کہ ان ضرورتوں کو کلیۃً نظرانداز کر دیا جائے۔

اسلام نے ، جو دینِ فطرت ہے، ان سب گزشتہ حالات کو پیشِ نظر رکھ کر بشرطِ عدل چار بیویوں تک کی اجازت دی، اور سابق اقوام وادیان کی لاتعداد زوجات کو عدل کی شرط پر چار میں محدود کر دیا۔یورپ میں آج کل شوہروں کی سپلائی کے لیے انجمنیں قائم ہیں اور عورتیں پریشان پھرتی ہیں لیکن شوہر نایاب ہوتا جارہا ہے، یہ عقدہ حل ہو جاتا اگر محمدی قانون پر عمل ہوتا۔جیسے کہ مسیحی دُنیا نے حالات سے مجبور ہو کر مسیحی قانون کو ترک کر کے طلاق میں محمدی قانون پر عمل کر کے مشکلات کو حل کیا اور نبی امّی کے قانون کی صداقت ماننے پر مجبور ہوئے۔اسی طرح امریکہ نے بھی میڈیکل بورڈ کی تحقیقی رپورٹ کے بعد شراب کی صحتی ، نفسیاتی ، حیاتیاتی مضرات پر مطلع ہو کر ۱۹۳۷ء میں تحریم وبندش شراب کا قانون امریکہ میں نافذ کیا لیکن وہ بے لگام معاشرے کو پابند کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اب قانون تعدد زوجات پر اعتراض کا جواب ختم ہوا۔اعتراض کا دوسرا جزء کہ ''نیت پر اعتراض'' اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

## تعددِ ازواجات میں پیغمبر علیہ السلام کی نیت پر اعتراض اور اُس کا جواب :

مستشرقین سے مراد وہ یورپی مفکرین ہیں جو علومِ مشرقیہ بالخصوص علوم اسلامیہ کا مطالعہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ اپنی تصنیفات کو بنام تحقیق علمی شائع کریں۔ ایک بات تعصب پر پردہ ڈالنے کی غرض سے قرآن، صاحبِ قرآن اور اسلام کی تعریف میں بھی لکھ دی جاتی ہے اور بہت سے اسلامی کتابوں کے حوالے بھی درج کر دیئے جاتے ہیں تا کہ مضمون مسلمان ناظرین کی نگاہ میں مقبول ہو جائے لیکن ساتھ ساتھ ایسی باتیں اور زہر شامل کر دیئے جاتے ہیں کہ مسلمان اگر عیسائی نہ ہو تو کم از کم مسلمان بھی نہ رہے، یعنی قرآن اور صاحبِ قرآن علیہ السلام اور اسلام کے متعلق ان میں تشکک اور تردّد پیدا ہو اور عقیدے کی پختگی زائل ہو۔ یہ شعبہ اسلام کے خلافِ مسیحی یورپ کا قلمی جہاد ہے کیونکہ تلوار کے جہاد سے وہ کامیابی نہیں ہو سکتی جو اس قلمی جہاد سے ہو سکتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود مسلمان برائے نام اسلام کا نام برقرار رکھ کر اسلام کو مٹا دینے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ یہی نسخۂ اکسیر ہے جو مشرقی پاکستان کے ہندو استادوں اور پروفیسروں نے وہاں سکولوں اور کالجوں میں استعمال کیا اور اظہارِ ہمدردی کے لیے یہ مرچ مصالحہ بھی شامل کیا کہ مغربی پاکستان والے بنگالیوں کو لوٹ رہے ہیں۔ بنگالیت کے جذبے کو اُبھارا اور اسلامیت سے نفرت دلائی یا بدظن کیا گیا، نتیجہ وہی ہوا جو ہمارے سامنے ہے لیکن مغربی پاکستان میں نصابِ تعلیم اور اساتذہ تعلیم پر اب تک تجربے کے بعد بھی ہماری احتسابی نظر صحیح نہیں ہوئی۔ ہم ان ہی لایعنی جھگڑوں کے شکار ہیں۔ مستشرقین کی یہ ساری دُشمنی اسلام سے ہے نہ دیگر مذاہبِ مشرق سے۔ یہی حال رُوسی سوشلزم کا ہے کہ اس کا نشانۂ تیر بھی صرف اسلام ہے، نہ ہندو مذہب، نہ بدھ، نہ مجوسیت، نہ مسیحیت۔ اس کی چند وجوہ ہیں :

(۱) اسلام کو وہ جاندار مذاہب سمجھتے ہیں کہ اگر کسی وقت وہ زندہ ہوا تو بہت بڑی طاقت بن جائے گا جس کا مقابلہ مشکل ہے۔

(۲) اس میں عالمی مسائل کو حل کرنے کی قوت و کشش موجود ہے، دیگر مذاہب میں نہیں۔ وہ مذاہب مردہ ہیں اس لیے اسلام کے شیر کو مارا تو نہیں جا سکتا سُلا دینا ضروری ہے۔

(۳) صلیبی جنگوں سے مسیحی اقوام کو اسلام دُشمنی ورثہ میں ملی ہے، جو اِن سے جدا نہیں ہو سکتی ہے۔

ان سب باتوں کے باوجود بعض مستشرقین حضور علیہ السلام کے متعلق بعض غلط بیانیوں کے انکار اور اصل حقیقت کے اقرار کرنے پر مجبور ہیں مثلاً یہ کہ حضور علیہ السلام نے جو متعدد شادیاں کیں، نفسانی جذبے کی وجہ سے کیں یا دیگر مصالح کی وجہ سے۔ ہم چند مورخین یورپ کے حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں جنھوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ یہ نکاح نفسانیت کی غرض سے نہیں ہوئے :

(۱) ڈی، ایس مارگولی اسمتھ، یہ بڑا تنگ ظرف اور متعصب نکتہ چین ہے لیکن وہ اپنی کتاب ''محمد اینڈ دی رائز آف اسلام'' میں لکھتا ہے کہ :

''بہت سے مصنفینِ یورپ کے نزدیک خدیجہ کے بعد محمد (ﷺ) کی متعدد شادیاں نفسانی خواہشات کے تحت تھیں مگر وہ اس قسم کی نہ تھیں۔ کئی شادیاں سیاسی مصلحت کی بناء پر کی گئی تھیں پیغمبر اپنے معتقدین کو اپنے قریب ترین کرنا چاہتے تھے۔ یہ وجہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی لڑکیوں عائشہؓ و حفصہؓ سے شادی کرنے کی تھی۔ سیاسی مخالفین یا مغلوب دشمنوں کی لڑکیوں سے شادیاں سیاسی مقصد کے تحت دوسری نوعیت کی تھیں۔ باقی شادیوں کی وجہ یہ تھی کہ کوئی لڑکا نہ تھا۔''

(۲) آریا سوتھ سمتھ کے چار لیکچر ۱۸۷۴ء میں جو ''محمد اینڈ محمد نزم'' کے عنوان سے شائع ہوئے تھے کہتا ہے کہ

''دوسرے مقاصد کے علاوہ محمد (ﷺ) کے اکثر و بیشتر شادیوں کے مقاصد بے سہارا افراد پر ترس کھانا تھا، تقریباً سب ہی بیوائیں تھیں، جو نہ خوب صورت تھیں، نہ دولت مند، خدیجہ کے وقتِ رحلت تک خود پچاس برس کی عمر کے تھے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ زینب کی کہانی میں رنگ آمیزی کی گئی زینب پیغمبر کی پھوپھی کی بیٹی تھی اور بجائے آزاد غلام سے ان کی شادی کردینے کے خود ان کے ساتھ شادی کرنے میں رکاوٹ کوئی نہ تھی، جب وہ اور یہ دونوں جوان تھے۔

(۳) یورپ کا مشہور مصنف کارلائل ''ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ'' میں لکھتا ہے :

''محمد (ﷺ) نفس پرست انسان نہ تھے یہ بہت بڑی گمراہی ہوگی کہ اس شخص کو ایک عام بندۂ ہوس تصور کریں۔ یہ شخص کیف اور حظِ نفس پر گرنے والے نہ تھے، ان کے گھر کا ساز و سامان بادشاہی حاصل ہونے کے باوجود غریبانہ تھا۔ ان خوراک جو کا آٹا اور پانی تھا، اکثر ایسا ہوا کہ مہینوں ان کے گھر آگ نہ جلی، وہ اپنے جوتے آپ گانٹھ لیتے تھے۔ اپنے کپڑوں میں آپ پیوند لگاتے تھے۔ ایک غریب محنتی، مستغنی انسان ان تمام رجحانات سے بے نیاز جن پر عام سطح کے آدمی مرتے رہتے ہیں اِس قسم کا آدمی بُرا آدمی نہیں ہوسکتا۔ اس کے جذبات ہوس سے بلند ہوتے ہیں، اگر وہ ایسے ہوتے تو وحشی عرب جو ۲۳ سال اس کے اشاروں پر جان پر کھیلتے رہے اور عمر بھر اُسے قریب سے دیکھتے رہے، اُس کی تعظیم نہ کرتے، وہ بات بات پر کٹ مرنے والے وحشی تھے ایسے لوگوں سے اپنی اطاعت کرانا کسی عام آدمی کا کام نہ تھا وہ انھیں رسول کہتے تھے، اس لیے ان کی ساری زندگی ان کے سامنے بے نقاب تھی۔ اس میں کوئی راز نہ تھا، سیدھی سادھی زندگی، کبھی وہ

ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہیں، کبھی مشاورت میں، کہیں ان میں کھڑے ان سے اطاعت کرا رہے ہیں، انھیں انھوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ وہ کس قسم کے انسان ہیں، اس لیے وہ ان کو پیغمبر کہتے تھے، کوئی شہنشاہ اپنی خلعتِ فاخرہ میں ملبوس ہو کر لوگوں سے اس قسم کی اطاعت نہیں کرا سکتے جس قسم کی اس انسان نے کرائی۔''

(۴) لین پول ''لائف آف محمد'' میں لکھتے ہیں :

''یہ کہنا کہ محمد (ﷺ) بندۂ ہوس تھے غلط ہے۔ ان کی روزمرہ کی زندگی، ان کا تخت بوریا جس پر وہ سوتے تھے۔ ان کی معمولی غذا، کمتر سے کمتر کام اپنے ہاتھ سے انجام دینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں سے بلند وبالا تھے۔ ان کی متعدد شادیاں اُن بیواؤں سے ہوئی جن کے شوہروں نے میدانِ جنگ میں اسلام کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں۔ وہ محمد کی کشادہ دلی سے اپنی حفاظت وپناہ کا حق رکھتی تھیں، باقی شادیاں مصلحت کی بناء پر کی گئیں۔ مخالفین کے سرداروں کو مسخر کرنے کے لیے سب سے بڑا سبب بیٹے کی تمنا تھی، جو ان کے قدم بقدم چلے۔ سب سے پہلا ثبوت ان کی پہلی بیوی خدیجہ کے ساتھ ان کی وفاشعاری ہے کہ شروع سے آخر تک اس میں ذرہ بھر فرق نہ آیا ہلکی سی بھی لغزش نہ ہوئی۔ خدیجہ کے بعد اگرچہ انھوں نے متعدد شادیاں کیں، لیکن انھیں کبھی نہ بھولے اور آخر وقت تک یاد رکھا۔ یہ محبت بھری یاد ایک شریف الطبع انسان ہی میں ہوسکتی ہے نہ ایک بندۂ ہوس میں۔''

## جدید دشمنوں کا اقرار :

یہ حوالجات اُن مخالفینِ اسلام مورخین یورپ کے ہیں جو پیغمبر اسلام علیہ السلام کی زندگی پر سخت سے سخت تر تنقید کے عادی ہیں۔ انھوں نے بھی تاریخی واقعات سے مجبور ہو کر حضور علیہ السلام کی ذات کو ہوا وہوس وعام خواہشات کی دنیا سے بلند مقام عطا کیا، یہ تو جدید دُشمنوں کا اقرار ہے۔

## قدیم دُشمنوں کا اقرار :

قدیم دُشمنانِ پیغمبر اسلام جن کی تمام کوششیں اور جان ومال کی ساری قربانیاں صرف اس لیے تھیں کہ آپ کو ناکام کر کے لوگوں کی نظروں میں غیر مقبول بنائیں لیکن ان دشمنوں میں سے کسی ایک دشمن نے بھی حضور علیہ السلام کے متعلق ہوا وہوس یا خواہش پرستی کا ایک حرف بھی زبان سے نہیں نکالا۔ ورنہ مستشرقین کے لیے صرف وہی حرف نقل کر دینا

اثباتِ مقصد کے لیے کافی تھا اور اپنی طرف سے الزام تراشنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس سلسلے میں بدترین دشمن ابوسفیان اور اس کے قریشی ساتھیوں کا مجمع عام میں وہ بیان جس سے آپ کی عزت مآبی اور امانت داری کا واضح ثبوت ملتا ہے، شہادت کے لیے کافی ہے۔

## واقعاتِ تاریخ :

خود حضور علیہ السلام کی زندگی خواہشاتِ نفس کی ضد ہے، ہوس اور خواہش نفس ناقابلِ تقسیم جذبہ ہے۔ نفس کو مال کی خواہش ہوتی ہے، عمدہ لباس کی خواہش ہوتی ہے، عمدہ مکان کی، عمدہ خوراک کی، مجالس میں عمدہ نشست کی بھی، دشمنوں سے انتقام کی بھی اور بیویوں کی بھی خواہش ہوتی ہے، عمدہ سواروں، راحت و آرام اور مقامِ عزت کی بھی خواہش ہوتی ہے۔

ان چیزوں پر اگر منصفانہ نگاہ ڈالی جائے تو عین اس وقت کہ آپ کو عرب کی دس لاکھ مربع میل کی سلطنت پر اقتدار حاصل تھا، کسی وقت بھی آپ کے پاس مال نہیں تھا۔ یہاں تک کہ وفات کے وقت بھی آپ نے ایک درہم نہیں چھوڑا، ایک بار نماز سے فارغ ہوکر جلدی سے گھر میں تشریف لے گئے، صحابہ حیران تھے کہ کیا بات ہے؟ واپس آکر آپ نے بتایا کہ گھر میں کچھ مال تھا اُس کو تقسیم کرنے کا حکم فرما آئے ہیں کیونکہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ موت آئے اور گھر میں مال موجود ہو۔ آپ کا لباس غریب عوام کی طرح تھا، اگر کسی وقت کوئی اچھی چادر یا کپڑا کسی نے پیش کیا اور کسی کو پسند آیا یا مانگا تو فوراً اُتار کر دے دیا۔ مکان کیا تھا مٹی کی چھوٹی چھوٹی دیواروں پر کھجور کی شاخیں ڈال کر اُس کے نیچے عمر بھر سوتے رہے، گھر میں چراغ تک نہ تھا، بارش میں چھپر کے اُوپر ٹاٹ ڈالا جاتا تھا۔ مجالس میں آپ کی مخصوص نشست نہ تھی، عام آدمی جب باہر سے آتا تو پیغمبر اور اُن کے جانثاروں میں فرق نہیں کر سکتا تھا۔ خوراک کا یہ عالم تھا کہ گھر کی واقفِ حال بیوی حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ تین تین ماہ تک اس شاہِ دوجہاں کے گھر میں آگ نہیں سلگتی تھی، پانی اور چند دانے خرما پر گزارہ تھا، بعض اوقات بھوک سے بے تاب ہوکر پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے کہ بھوک کا احساس نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور کے پورے کنبے کو دو دن مسلسل کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی میسر نہیں آئی یہاں تک کہ حضور وصال فرما گئے۔ دشمنوں سے انتقام کا یہ حال تھا کہ اہلِ مکہ جیسے بدترین دشمنوں کے تیرہ سال کے مظالم سے تنگ آکر آپ نے مکہ جیسے مقدس وطن کو چھوڑا تھا، فتح مکہ کے موقع پر وہ پابہ زنجیر قیدیوں کی صورت میں جب آپ کے سامنے پیش کیے گئے تو آپ نے فرمایا: تم سب آزاد ہو، اور میں تم کو ملامت تک بھی نہیں کرتا۔ کیا اس سے بڑھ کر نفس کشی اور خواہش کو پامال کرنے کی کوئی نظیر انسانی تاریخ میں مل سکتی ہے۔ سواری کا یہ حال تھا کہ جب اُونٹ کم ہوتے تھے اور دو دو تین تین باری باری سے ایک اُونٹ پر سوار ہوتے تھے تو آپ بھی خود اِس میں شامل ہوتے تھے، جب آپ کی نوبت میں رفیق سواری عرض کرتا (باقی صفحہ ۵۳)

# اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَھِیٌ عَنِ الْمُنْکَرْ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ﴾

**کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر (۴-۱۱۰)**

(ترجمہ) ''تم ایک بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کی نفع رسانی کے لیے پیدا کیا گیا ہے تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو''۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک کی اس آیت میں آپ ﷺ کی اُمّت کو مخاطب کر کے فرمارہے ہیں کہ تم ایک بہترین اُمّت ہو۔

اُمت محمدیہ کے بہترین اُمت ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں :

(۱) ایک وجہ تو اللہ نے خود دوسرے سپارے کے شروع میں بتائی ہے۔ ارشاد ہے...... **وکذٰلک جعلنکم اُمۃ وسطا** اللہ نے تمھیں ایک معتدل مزاج، بہتر اور درمیانی اُمّت بنایا ہے، یعنی تم میں اعتدال رکھا ہے عقائد کے اندر بھی اور اعمال کے اندر بھی یایوں کہہ لیں عقیدے بھی درست رکھے ہیں اور اعمال بھی درست ۔ نہ عقائد میں افراط وتفریط اور نہ اعمال میں بہت زیادہ مشقت اور نہ ہی بالکل بے لگام چھوڑ دیا گیا ہے، جیسے عیسائیوں نے افراط اختیار کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور یہودیوں نے تفریط کہ اُن کی پیغمبری کو بھی نہ مانا اور اُمّتِ معتدل نے نہ اُن کو حد سے بڑھایا نہ حد سے گھٹایا بلکہ اُنھیں اُن کے درجے پر رکھا کہ انھیں نبی بھی مانا اور خدا کا بندہ بھی ۔ نہ اُن کی نبوت کا انکار کیا اور نہ انھیں خدا کا بیٹا بنایا۔ تو یوں ایک وجہ تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتلا دی۔

(۲) دوسری وجہ بہترین اُمّت ہونے کی یہ ہے کہ سب سے افضل نبی اسی اُمّت میں مبعوث ہوئے، بہت سے گزشتہ نبیوں کی خواہش تھی کہ کاش وہ اِس اُمّت کے فرد ہوتے۔

(۳) تیسرے یہ کہ مرکزی مقام یعنی کعبۃ اللہ بھی اِسی اُمّت کو عطا کیا گیا۔

(۴) چوتھے سب سے بابرکت کتاب یعنی قرآنِ پاک بھی عطا ہوا تو اِسی اُمّت کو۔

(۵) پانچویں اس اُمّت کو سب سے آخر میں بھیجا (وجود کے اعتبار سے) مگر قیامت کے دن یہ اُمّت سب سے آگے ہوگی۔

(۶) چھٹے یہ کہ کوئی اُمّت اُس وقت تک جنت میں نہیں جائے گی جب تک یہ اُمّت جنت میں نہ چلی جائے۔

(۷) ساتویں یہ کہ اعمال تو اس اُمّت کے ہوتے ہیں مختصر یعنی بہت چھوٹے چھوٹے مگر اجر بے انتہا ملتا

ہے، چنانچہ

(الف) حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کو ایک بار پیار بھری نظر سے دیکھ لے تو اُس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔

(ب) حرم شریف میں ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

(ج) اگر کسی خوش نصیب کو شب قدر کی ایک رات کی سعادت حاصل ہو جائے تو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل سعادت ہے۔ ہزار مہینوں کی اَسی سال اور چار ماہ مدت بنتی ہے۔

(۸) آٹھویں وجہ اس اُمت کے بہترین ہونے کی یہ ہے کہ جنت میں سب سے زیادہ تعداد اس اُمت کی ہوگی جنت میں کل ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہونگی جن میں اسی (۸۰) اس اُمت کی ہوں گی یعنی دو تہائی آبادی اس اُمت سے پُر ہوگی۔

(۹) نوویں وجہ یہ کہ اس اُمت کو انتہائی سہولتیں دی گئیں جبکہ پچھلی اُمتوں کو یہ سہولتیں میسر نہ تھیں مثلاً ہم پر زکوۃ ڈھائی فیصد فرض کی گئی جبکہ پہلی اُمتوں پر پچیس فیصد (۲۵٪) فرض تھی۔

اسی طرح پچھلی اُمتوں میں سے اگر کوئی مُرتد ہو جاتا تو اس کی توبہ کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو قتل کرلے اور اِس اُمت میں اگر خدانخواستہ کوئی مُرتد ہو جائے پھر زبان سے توبہ کرلے تو توبہ قبول، اپنے آپ کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں۔

پھر ہمارے لیے قربانی کا گوشت بھی حلال قرار دیا گیا جبکہ پہلی امتیں جو قربانی دیتی تھیں اُن کے لئے قربانی کا گوشت کھانا جائز نہ تھا۔

پھر یہ بھی اس اُمت پر فضل فرمایا گیا کہ گناہوں کی پردہ پوشی فرما دی ورنہ پچھلی اُمتوں میں ایسا تھا کہ اگر کوئی رات کو گناہ کرتا تو صبح اُس کے دروازے پر لکھا ہوتا کہ اس نے رات کو فلاں فلاں گناہ کیا ہے۔

پھر مٹی کو طہارت کا ذریعہ بنایا کہ اگر پانی کے استعمال پر ہمت اور قوت نہیں تو مٹی سے تیمم کرلو۔

پھر یہ بھی کرم فرمایا کہ جہاں بھی چاہو عبادت کرلو یہ حکم نہیں دیا کہ صرف مسجد میں ہی آکر نماز پڑھو گے تو ہوگی، ہاں البتہ مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کا اجر و ثواب زیادہ ہے ورنہ جہاں چاہے پڑھ لو، گھر میں پڑھ لو، دکان پر پڑھ لو، بازار میں پڑھ لو۔ جبکہ پچھلی اُمتوں کو یہ چیز نہیں ملی ان کو عبادت کے لیے کلیساؤں یعنی گرجا گھروں میں ہی جانا پڑتا تھا۔

آگے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم کو بہترین اُمت اس لیے بنایا گیا ہے کہ تم لوگوں کی نفع رسانی کرو لہٰذا آپ کا سچا اور بہترین اُمتی وہی ہوگا جو دوسروں کو نفع پہنچائے اور جس کی ذات سے دوسروں کو نفع کے بجائے نقصان پہنچے تو وہ

بہترین اُمت کہلانے کا حقدار نہیں، یعنی پھر وہ بہترین اُمت کا فرد نہیں ہوگا چاہے وہ جتنا بھی نیکی کے کام کر رہا ہو جیسے کہ میں نماز بھی پڑھ رہا ہوں اور ساتھ ساتھ اپنے پڑوسی کو اذیت بھی پہنچا رہا ہوں تو پھر میری نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔

میں زکوٰۃ بھی ادا کر رہا ہوں مگر ساتھ سود بھی کھا رہا ہوں، چوری بھی کر رہا ہوں ڈاکے بھی ڈال رہا ہوں۔

حج کا فریضہ بھی ادا کر رہا ہوں مگر ساتھ ساتھ لوگوں سے ظلم و زیادتی بھی کر رہا ہوں یعنی کسی کی زمین جائیداد پر قبضہ کر رہا ہوں کسی سے رقم چھین رہا ہوں، کسی سے قرضہ لے کر ہضم کر رہا ہوں قتل اور غارت گیری کا مرتکب ہو رہا ہوں تو پھر ان نماز، روزوں، زکوٰۃ اور حج کا کوئی فائدہ نہیں۔ تو ایسا شخص بہترین اُمت کے افراد میں شامل نہیں جو لوگوں کی تکلیف کا سبب بھی بن رہا ہے اور لوگوں کی پریشانیوں کا سبب بھی بن رہا ہے۔

اسی سے اُن لوگوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جو ماں باپ کو روتا چھوڑ کر جماعت میں چلے جاتے ہیں ہمارے بہت سے ساتھی جو جماعت کے ساتھ جُڑے ہوئے ہیں وہ کیا کرتے ہیں کہ بغیر اطلاع کے گھروں سے چلے جاتے ہیں اور اس حالت میں کیا ہوتا ہے کہ بوڑھے ماں باپ رو رہے ہیں، بیوی بچے رو رہے ہیں، گھر میں اُن کی ضرورت ہے گھر میں ان کی موجودگی از حد ضروری ہے مگر پھر بھی چلے جاتے ہیں تو ایسی صورت میں وہ لوگوں کی نفع رسانی کا کام نہیں کر رہے بلکہ ایک طرف نفع پہنچا رہے ہیں تو دوسری طرف نقصان کا سبب بن رہے ہیں اذیت کا سبب بن رہے ہیں۔ ہمارے یہ بھائی اسی آیت کا حوالہ دے کر لوگوں کو اُکساتے ہیں مگر بھائی تم تو گھر کے افراد کو روتا ہوا چھوڑ کر جا رہے ہو پریشانی کا باعث بن کر جا رہے ہو، اپنی دکان کو تالہ لگا کر جا رہے ہو تو پھر یہ نفع رسانی تو نہ ہوئی، تو یہ بات ان کو سمجھنی چاہیے وہ اس آیت کا مصداق تب ہی بنیں گے جب وہ لوگوں کی نفع رسانی کا کام کریں تکلیف نہ دیں نہ اپنے قول سے نہ اپنے فعل سے۔

ہم جب حضور علیہ السلام کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں آپ کے صحابہ کرامؓ اور آپ کے خلفائے راشدین کی زندگیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ آپ نے اور آپ کے جانثاروں نے اپنی زندگیاں گھلا دیں اس اُمت کی خاطر، اُمت کے فلاحی کاموں میں سے کونسا کام ہے جو آپ نے اور آپ کے صحابہ نے انجام نہیں دیا۔

حضرت عمرؓ مدینہ کی ایک بہت عمر رسیدہ بڑھیا جو آنکھوں سے محروم تھی کے گھر کا کام اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے اس کا سودا سلف لا کر دیتے تھے۔ ایک دن جب آپ اس کے گھر کا کام کرنے کے لیے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس بڑھیا کا کام کوئی اور ہی کر گیا ہے دوسرے دن گئے تو وہی قصہ تیسرے دن گئے تو پھر وہی قصہ تو وہ پریشان ہو گئے چوتھے دن صبح چھپ کر بیٹھ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ وہاں تشریف لائے اور سارا کام کر گئے اور یہ دور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اپنی خلافت کا دور تھا۔ یہ ہے لوگوں کی نفع رسانی کے لیے نکلا جانا۔

حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں بھیس بدل کر لوگوں کی خبر گیری کے لیے نکل جاتے تھے۔ ایک بڑا ہی مشہور واقعہ

ہے کہ رات کو بھیس بدل کر نکلے ہوئے ہیں، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی پریشانی میں گھر کے باہر بیٹھا ہے آپ نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ بیوی کی ڈلیوری کا مسئلہ ہے گھر میں بیوی کے علاوہ اور کوئی نہیں کوئی ساز وسامان نہیں۔ آپ فوراً گھر گئے اور اہلیہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خدمت کا ایک موقع دیا ہے وہ ساز وسامان لے کر ساتھ ہولیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے طفیل ان کو فراغت دی۔

یہ مزاج اس وقت کے ہر فرد میں موجود تھا یعنی اس وقت کے لوگ اپنے حکمرانوں کے طریقوں پر چلتے تھے جب وہ دیکھتے کہ ان کے حکمران لوگوں کی نفع رسانی کے لیے اور خدمت خلق میں پیش پیش ہیں تو ان میں بھی یہ جذبہ اُبھرتا تھا کہ میرے سے کسی نہ کسی کو کوئی نہ کوئی فائدہ پہنچ جائے، راحت پہنچ جائے، نفع پہنچ جائے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا بھی ایک قصہ مشہور ہے کہ جب آپ مدین کے گورنر تھے تو ملک شام سے ایک تاجر آتا ہے وہ سامان اُٹھانے کے لیے کسی قلی کی تلاش میں ہے، اتفاق سے حضرت سلمان فارسیؓ کا وہاں سے گزر ہوتا ہے کوئی ہٹو بچو کا شور نہیں کوئی پروٹوکول نہیں کوئی حفاظتی دستہ ساتھ نہیں کوئی لباسِ فاخرہ نہیں، ایک عام انسان کی طرح جارہے ہیں کسی کو پتہ بھی نہیں کہ یہ ہمارے گورنر ہیں تو اس نے انہیں قلی سمجھ کر وہ سامان اُنھیں اٹھوادیا، اچھا خاصہ سامان تھا کافی آگے جانے کے بعد کچھ لوگ ملے جو آپ کو پہچانتے تھے انھوں نے آپ کو ادب سے سلام کیا اور اس آدمی سے کہا کہ ظالم تو جانتا نہیں کہ یہ حضرت سلمان فارسیؓ ہیں ہمارے گورنر۔ اب جناب وہ آدمی بہت شرمندہ ہوا لگا ہاتھ جوڑنے معافیاں مانگنے مگر حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا کہ بھائی تم نے میرے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی میں نے تو خیر کی نیت سے تمہارا سامان اُٹھالیا اب تم مجھے اس خیر کے کام سے محروم تو نہ کرو منزل تک سامان پہنچا کر آئے تو یہ جذبہ تھا خیر کا اُن حکمرانوں میں۔

صحابہؓ کے بعد تابعینؒ میں بھی یہی جذبہ تھا اور تبع تابعین میں بھی یہی جذبہ۔ یہی جذبہ بعد میں ساری اُمت میں آنا چاہیے تھا تو وہ لوگ جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو راسخ کر دیا تھا اُن کا جذبہ تو یہی تھا، بڑے بڑے اولیاء کرام کو دیکھئے ان کے دل اُمت کے غم میں گھلتے ہوئے نظر آئیں گے۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو دیکھئے خادم کھانا پیش کرتا ہے تو فرماتے ہیں کہ کیسے کھاؤں جبکہ بستی کے یتیموں اور مسکینوں کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں۔ ایک دفعہ بستی میں آگ لگ گئی تو اس آگ سے جتنا نقصان ہُوا اُس سے زیادہ بستی کے لوگوں کو دیا تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں فرمایا کہ تم بہترین اُمت ہو جن کو لوگوں کی نفع رسانی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، تو ہمیں بھی دُعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا ہی بنادے مگر ہماری حالت تو بالکل اُلٹ ہے ہم تو بچتے ہیں کہ کوئی ہم کو کوئی کام نہ کہہ دے۔ ہم سے تو لوگوں کی نفع رسانی نہیں ہوتی ہاں ہم تو لوگوں کو اذیت دینے میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ محلے دار ہم سے پریشان، دُکاندار ہم سے تنگ، ملنے جُلنے والے ہم سے نالاں، رشتے دار ہم سے

ناراض۔اب اس آیت کا پڑھ لینا بھی آسان اور اس کا بیان کردینا بھی آسان لیکن اس پر عمل کرنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا بہت مشکل۔آج کوئی ہمیں پانچ کلو کا سامان اُٹھا کر چلنے کو کہہ دے تو پہلے تو ہم اُسے چار گالیاں دیں گے پھر کہیں گے کہ کیا ہم ہی تجھے ملے تھے سامان اُٹھانے کے لیے۔لیکن ہمارے بزرگ جو تھے اُن کا مزاج ہی کچھ اور تھا، ابھی کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مفتی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ اللہ اُن کی قبر کو نور سے بھردے اُن کا حال یہ تھا کہ جب گھر سے نکلتے تو آس پڑوس کی بیواؤں کے جو گھر تھے اُن کے ہاں باقاعدہ دستک دے کر پوچھتے کہ بی بی اگر کچھ منگوانا ہو تو میں جارہا ہوں آپ کے لیے بھی لیتا آؤں تو کئی کئی گھروں سے بیبیاں اُن کو پیسے دے دیتیں چیزیں منگوانے کے لیے اور اگر ان میں سے کسی کی پسند کی چیز نہ ہوتی تو بدلوانے کے لیے دوبارہ جاتے سہ بارہ جاتے۔

ہمیں آج کوئی کہہ دے تو ناک منہ چڑھا کر چلے تو جائیں گے اور اگر بدلوانے کا کہہ دیں تو فوراً کہہ دیں گے کہ سودا لا کر دے دیا یہی مصیبت کافی نہیں ہے بس ہم تو باتیں بنانے جوگے رہ گئے۔ایک بات یاد رکھیں کہ اگر کسی کے ساتھ نیکی نہ ہوسکے تو برائی بھی نہ کریں چنانچہ شیخ فریدالدین عطارؒ اپنی ایک کتاب میں فرما گئے ہیں ع قوتِ نیکی نہ داری بد مکن، اگر تم کسی کے ساتھ اچھائی نہیں کرسکتے تو اس کے ساتھ برائی بھی نہ کرو۔لیکن ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہم سے اچھائی تو ہوتی نہیں مگر بُرائی کے لیے ہروقت کمربستہ رہتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ یہی آیت لوگوں کے سامنے پڑھی تو اُن سے کہا کہ یہ آیت اس اُمت کے بارے میں اُتری تو ہے اور ہر شخص یہی سمجھتا ہوگا کہ میں اس اُمت کا فرد ہوں۔فرمایا ہرگز نہیں جب تک تم اپنے اندر یہ والے اوصاف پیدا نہیں کرلیتے تم اس آیت کے کامل مصداق نہیں بن سکتے۔

پھر تیسری بات اس بہترین اُمت کی اللہ نے یہ بتلائی کہ تم کو **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** کی عظیم ترین ذمہ داری سونپی گئی ہے۔تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو۔تو جب تک ہم **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** کی ذمہ داری کسی نہ کسی درجے میں پوری نہیں کریں گے ہم بہترین اُمت کہلانے کے مستحق نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں پناہ میں رکھے ہمارے گھروں کے اندر بہت سی بُرائیاں ہو رہی ہیں مگر ہماری زبانوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔اپنے دوستوں سے، اپنے کارخانوں سے، اپنی دکانوں سے، اپنے محلے سے، اپنے معاشرے سے بُرائیاں ختم نہیں کر رہے اور نہ ہی اُن کو نیکی کا حکم کررہے ہیں۔یاد رکھیے ہم اپنے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے نیکی کا حکم بھی دے سکتے ہیں اور بُرائی سے روک بھی سکتے ہیں مثلاً چلتے چلتے راستے میں اپنے ملنے والوں جان پہچان والوں سے کہتے چلیں کہ آؤ بھئی نماز کا ٹائم ہوگیا ہے نماز پڑھ لیں، گھر میں بچوں کو نماز کی دعوت دے دی اور اگر دیکھ رہے ہیں کہ کوئی بُرائی میں ملوث ہے بچے بُرائی کا شکار ہیں اُن کو روک دیا اپنے دوست احباب میں کوئی بُرائی کا شکار ہے تو اُن کو روک دیا۔اپنی

فیکٹری میں اپنے کارخانے میں بُرائیاں نظر آرہی ہیں تو اُنھیں روک دیا۔ اپنے اپنے دائرے میں رہ کر اس طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا ہو گیا۔

حضور علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر کوئی شخص بُرائی کو دیکھے تو اولاً اُسے طاقت سے روکے۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو زبان سے اُس کی بُرائی کو بیان کردے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو کم از کم دل سے اس کو برا جانے، یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو یہ بھی آتا ہے کہ اس کے بعد تو ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں رہتا یعنی اگر کسی کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہوگا تو وہ بُرائی کو بُرائی جانے گا۔

طاقت سے بُرائی کو روکنا تو حکومت کے با اختیار اداروں کے ذمے ہے مثلاً علاقے کا تھانیدار اگر چاہے تو اپنے علاقے سے طاقت کے ذریعے بُرائی کو ختم کرسکتا ہے۔ اسی طرح علماء کرام زبان سے یعنی وعظ و تلقین سے بُرائی کی نشاندہی کرکے اُسے روک سکتے ہیں اور عوام جو بے اختیار ہیں کم از کم بُرائی کو دل سے بُرا جانیں اور اپنے دائرۂ اختیار میں رہتے ہوئے اُسے ختم کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆


عمدہ اور فینسی جلد سازی کا عظیم مرکز

نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں ''ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد'' بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی ''بکس والی جلد'' بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں روٹا مشین پر ''کلر پرنٹنگ'' (ٹائٹل وغیرہ کی چھپائی) کا کام بھی دیدہ زیب اور بازار سے رعایتی نرخ پر کیا جاتا ہے۔

مناسب نرخ پر معیاری جلد سازی اور طباعت کے لیے رجوع فرمائیں

6 / 16 ٹیپ روڈ نزد مین گیٹ گھوڑا ہسپتال لاہور

پروپرائیٹر : محمد سلیم و محمد ندیم

موبائل نمبر : 0300-9464017 , 0300-4293479

فون نمبر : 042-7322408

## جامعہ مدنیہ جدید کی زیرِ تعمیر عمارت کا نقشہ جس کا سنگِ بنیاد اکتوبر میں رکھا گیا تھا

حضرت محمد ﷺ یا اپنے والدین، عزیز و اقارب اور بزرگانِ دین
کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے کم از کم ایک کمرہ تعمیر کرائیں

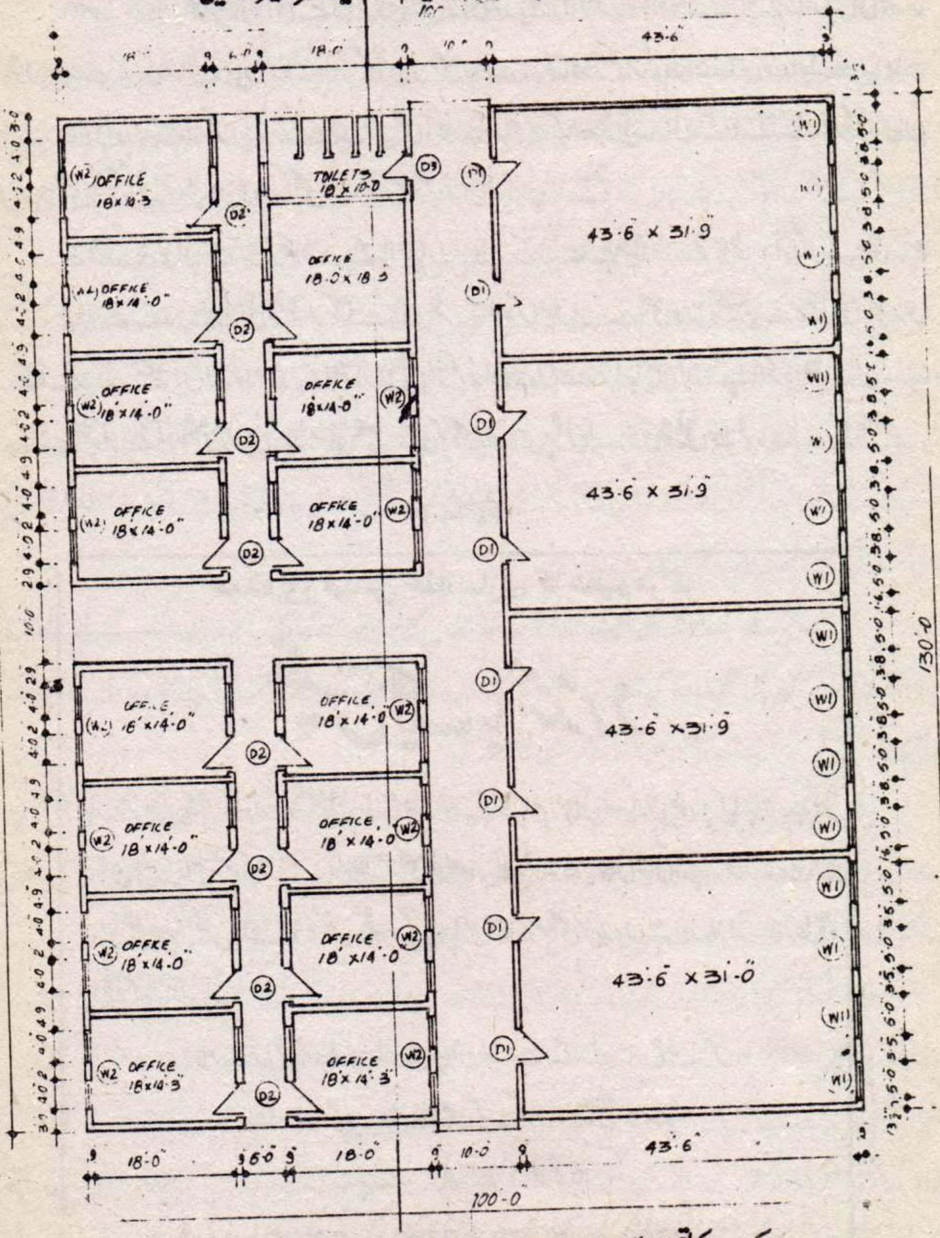


بڑے کمروں کی تعمیر پر آنے والے اخراجات = دس لاکھ پچاس ہزار روپے فی کمرہ

چھوٹے کمروں کی تعمیر پر آنے والے اخراجات = ایک لاکھ پچھتر ہزار روپے فی کمرہ

# دینی مسائل

## ﴿ نماز میں مکروہات ﴾

### لباس سے متعلق :

مسئلہ : حالتِ نماز میں کپڑے کا خلافِ دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہلِ تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانہ پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

مسئلہ : کندھے پر رومال ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یعنی جبکہ اس کو لپیٹے نہیں۔

مسئلہ : بہت بُرے اور میلے کچیلے کپڑے، پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ : مردوں کے لیے برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ نماز سر ڈھانپ کر پڑھے اور دل کے ساتھ خشوع و خضوع کرے۔

مسئلہ : اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اُسے اُٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عملِ کثیر کی ضرورت پڑے تو نہ پہنے۔

مسئلہ : عمامہ یا رُومال اس طرح باندھنا کہ درمیان میں سے سر کھلا رہے مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : نماز میں ناک اور منہ ڈھانپ لینا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : کسی کے پاس کرتہ موجود ہو اور وہ صرف شلوار یا تہبند پہن کر نماز پڑھے تو مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : سجدہ میں جاتے وقت کپڑے سمیٹنا یا شلوار کے پائنچے اُوپر اُٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : ایسا چست لباس مثلاً پتلون یا پاجامہ جس سے مخفی اعضاء کی شکل نظر آئے اور اُوپر سے کوئی چادر بھی نہ اوڑھی ہو جس میں وہ اعضاء چھپ گئے ہوں تو ایسے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : نماز میں کرتہ کپڑا درست کرنے کی عام طور سے ضرورت یا تو اِس وجہ سے ہوتی ہے کہ کرتہ کمر بند کے اُوپر اٹک جاتا ہے یا اِس وجہ سے کہ بعض لوگوں کے سرین کے اندر کرتہ اٹک جاتا ہے یا اِس وجہ سے کہ گرمی اور پسینہ سے

کرتہ یا کوئی اور کپڑا جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے۔ کسی ایسی ضرورت کی وجہ سے کرتے اور کپڑے کو کھینچ کر درست کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ البتہ اس کے لیے ایک ہاتھ کافی ہے دوسرا ہاتھ استعمال کرنا مکروہ ہے۔ اور بلا ضرورت ایک ہاتھ کا استعمال کرنا بھی مکرہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : نماز پڑھنے کے لیے آستین کو چڑھانا مکروہ تحریمی ہے خواہ کہنیوں تک ہو یا اس سے نیچے ہو۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے کسی کام کے لیے یا وضو کرنے کے لیے آستین چڑھائی تھی اور اسی طرح نماز پڑھنے لگا تو یہ بعض کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہے۔

اگر آستین چڑھائی ہوئی تھی اور نماز میں شامل ہونے کی جلدی میں آستین نہ اُتاری تب بھی یہی حکم ہے اور افضل یہ ہے کہ نماز کے اندر عملِ قلیل سے آستین اُتار لے۔

اگر ایسی قمیض یا کرتہ وغیرہ پہن کر نماز پڑھی جس کی آستینیں کہنیوں سے اُوپر تک ہی ہوں تو اِس صورت میں بھی کراہت تحریمی ہے۔

## جاندار کی تصویر سے متعلق :

مسئلہ : جس چادر پر جاندار کی تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویر دار جانماز رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ : اگر تصویر سر کے اُوپر ہو یعنی چھت میں یا چھت گیری میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا دائیں بائیں طرف ہو یا پیچھے کی طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہو اور مٹا ہوا ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو۔

مسئلہ : جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : درخت یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

## قلبی تشویش سے متعلق :

مسئلہ : جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو ایسے ہی پڑھ لے۔

مسئلہ : جب بھوک بہت لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھالے تب نماز پڑھے، بے کھانا کھائے نماز پڑھنا

مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ : آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ : جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسائے گا یا خیال بٹ جائے گا اور نماز میں بھول چوک ہو جائے گی ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

## قرأت سے متعلق :

مسئلہ : دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے تین آیتوں سے زیادہ لمبا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ جن سورتوں کا پڑھنا سنت سے ثابت ہے ان میں مکروہ نہیں۔

مسئلہ : کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے اس کے علاوہ کوئی سورت کبھی نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے۔

مسئلہ : ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلا گیا اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔

مسئلہ : پیسہ سکہ منہ میں لے کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف نہیں پڑھ سکتا تو نماز نہیں ہوئی ٹوٹ گئی۔

مسئلہ : آیتوں یا سورتوں یا سبحان اللہ وغیرہ کو انگلیوں پر یا تسبیح ہاتھ میں لے کر گننا نماز کے اندر مکروہ تنزیہی ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل ہو۔ اگر گننے کی ضرورت ہو جیسے صلوۃ التسبیح میں ضرورت ہو تو انگلیوں کے سرے یعنی پوروں کو دبا کر شمار کرے یعنی ہر دفعہ ایک پورے کو دبا تا جائے اور سب انگلیاں اپنی جگہ سنت طریقے سے رہیں۔ اس میں کراہت نہیں ہے۔

## جگہ سے متعلق :

مسئلہ : صرف امام کا بلا ضرورت کسی اُونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں لیکن اگر صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اگر بلندی ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اُونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ : کل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اُونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کافی نہ رہے تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر بعض مقتدی امام کے برابر ہوں اور بعض اُونچی جگہ پر ہوں تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ : امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ : اگر سجدہ کی جگہ پیر سے اُونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کرلے تو دیکھو کتنی اُونچی ہے اگر ایک بالشت سے زیادہ اُونچی ہو تو نماز درست نہیں ہے اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ : اگر کوئی آگے بیٹھا باتیں کر رہا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہوا ہو تو اُس کے پیچھے اُس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے لیکن اگر بیٹھنے والے کو اس سے تکلیف ہو اور وہ اس رک جانے سے گھبرائے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کر رہا ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہو تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہیے مکروہ ہے اور کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

## بلا ضرورت عمل قلیل کرنے سے متعلق :

مسئلہ : بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے۔ جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آگیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے (جب میدان میں نماز پڑھ رہا ہو) یا کپڑے میں لے کر مل ڈالے اور داہنی طرف یا قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ : نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کے چھوڑ دے۔ نماز پڑھنے میں مارنا اچھا نہیں ہے اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے، بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ : فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ : اپنے کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا کنکریوں کو ہٹانا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹانا درست ہے۔

مسئلہ : نماز میں اُنگلیاں چٹخانا اور کولہے پر ہاتھ رکھنا اور دائیں بائیں منہ موڑ کے دیکھنا یا اُوپر کی طرف آنکھیں اُٹھا کر دیکھنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر کن اکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو اس طرح کرنا مکروہ تو نہیں

لیکن بلاضرورت شدیدہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ : نماز میں انگڑائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ : نماز میں چارزانو بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے جبکہ پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ہاں دُکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھ سکے بیٹھے اُس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ : سلام کے جواب میں ہاتھ اُٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ : نماز میں اِدھر اُدھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا اور سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پائے مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے۔

## کفار کے ساتھ تشبہ سے متعلق :

مسئلہ : نماز میں ایسے تندور کی طرف کو منہ کرنا جس میں آگ جل رہی ہو یا بھٹی کی طرف کو منہ کرنا جس میں آگ ہے یا کوئی اور ایسی چیز آگے ہو جس کو کافر پوجتے ہیں مکروہ ہے اور اگر چراغ یا قندیل یا موم بتی کی طرف منہ کیا تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ : اگر بجلی کا یا گیس کا ہیٹر نمازی کے سامنے ہو تو مکروہ نہیں ہے جائز ہے۔

## جماعت کے تقاضے کے خلاف کرنا :

مسئلہ : مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : مقتدی کو جب کہ امام قیام میں قرأت کر رہا ہو کوئی دُعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ہر انگریزی مہینے کی پہلی اتوار کو ظہر کی نماز کے بعد بمقام 537-A فیصل ٹاؤن نزد جناح ہسپتال مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔(ادارہ)

# حاصلِ مُطالعہ

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب.........استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

## حضرت حسن بصریؒ اور فَرَزْدَق کا واقعہ :

حدیث شریف میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

**"بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ واقام الصلٰوۃ وایتاء الزکٰوۃ والحج وصوم رمضان"** [۱]

اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکٰوۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

نبی کریم ﷺ نے اس حدیثِ پاک میں بطورِ مثال اسلام کو ایک خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہوتا ہے۔ کلمۂ شہادت خیمہ کی درمیانی لکڑی کی طرح ہے اور باقی چار ارکان بمنزلہ اُن چار ستونوں کے ہیں جو چاروں کونوں پر ہوں، اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ لکڑی موجود ہو اور چاروں طرف کے کونوں میں سے کوئی سی لکڑی نہ ہو تو خیمہ تو قائم ہو جائے گا لیکن جس کونے کی لکڑی نہیں ہوگی وہ جانب ناقص اور گری ہوئی ہوگی۔

اس حدیثِ مبارک کے تحت شارحینِ حدیث نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور شاعر فَرَزْدَق کا واقعہ نقل کیا ہے جس سے اس حدیث کی مزید وضاحت ہوتی ہے، وہ واقعہ ملاحظہ فرمایئے :

"ایک بار حضرت خواجہ حسن بصریؒ اور فرزدق دونوں کا ایک جنازہ میں اجتماع ہوا، فرزدق نے

---

[۱] بخاری شریف ج ۱ ص ۶ ، مسلم شریف ج ۱ ص ۳۲

حضرت حسن بصریؒ سے کہا : اتدری ما یقول الناس یا ابا سعید ؟ ابوسعید پتہ ہے لوگ ہمارے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ پھر وہ بات کہہ دی جو لوگ کہتے تھے۔ اجتمع فی ھذہ الجنازة خیر الناس وشر الناس ۔اس جنازہ میں ایک بہترین شخص اور ایک بدترین شخص کا اجتماع ہوگیا (لوگوں کی بہترین شخص سے مراد حضرت خواجہ حسن بصریؒ تھے اور بدترین شخص سے فرزدق)۔حضرت حسنؒ نے سن کر فرمایا : کلّا لستُ بخیرھم ولستَ بشرھم ولکن ما اعددتَ لھذا الیوم؟ نہ تو میں بہترین شخص ہوں اور نہ تم بدترین شخص ہو، پر یہ تو بتاؤ کہ تم نے اُس دن (یعنی قیامت) کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ فرزدق نے کہا : شھادة ان لا الٰه الا اللّٰه وان محمدا رسول اللّٰه مذستون سنة ، ساٹھ برس سے کلمۂ شہادت کی گواہی پر قائم ہوں (یہی میری تیاری ہے)۔حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا : ھذا العمود فاین الاطناب؟ "بھائی کلمہ شہادت تو بمنزلہ عمود اور ستون کے ہے اس کے لیے اَطْنَابْ یعنی رسیوں کی ضرورت ہوتی ہے جن سے اُسے کھڑا کیا جاتا ہے وہ کہاں ہیں؟" مطلب یہ ہے کہ کلمۂ شہادت تو بمنزلہ ایمان کے ہے اور کمالِ ایمان کے لیے اعمال کی ضرورت ہے، نجاتِ اَبَدِیَہ وسَرْ مَدِیَّہ اُسی وقت حاصل ہوگی جب ایمان کے ساتھ اعمال ہوں گے۔

## حدیث شریف کے ساتھ تمسخر کا انجام :

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت کثیر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں حضرت ابودَرْدَاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جامع مسجدِ دِمَشْق میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے شہر (مدینہ طیبہ) سے آپ کے پاس ایک حدیث کے لیے آیا ہوں جس کے بارہ میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ حدیث براہِ راست حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں میں صرف اور صرف اس حدیث کو سُننے کے لیے آیا ہوں، میرے آنے کی اور کوئی غرض نہیں ہے۔حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں نے رسول اکرم ﷺ کو سُنا آپ فرمارہے تھے :

"من سلک طریقا یطلب فیه علماً سلک اللّٰه به طریقا من طرق الجنة وان الملائکة لتضع اجنحتھا رضیً لطالب العلم وان العالم لیستغفرله من فی السمٰوات و من فی الارض والحیتانُ فی جوف الماء وان فضل العالِم علی

العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارًا ولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر" ۲

"جو شخص کسی راستے پر علم دین حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلا دیتے ہیں۔ فرشتے طالبِ علم کی رضا اور خوشنودی کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور عالمِ دین کے لیے آسمان و زمین کی سب مخلوق حتی کہ وہ مچھلیاں جو پانی کے اندر ہیں وہ بھی استغفار کرتی ہیں اور عالمِ دین کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء اپنی وراثت میں دینار و درہم نہیں چھوڑتے اُن کی میراث علم ہے لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اُس نے کامل حصہ (انبیاء کی وراثت کا) پالیا۔"

اس حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ "فرشتے طالب علم کی رضا اور خوشنودی کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اس کے متعلق شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ اس کے مجازی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور حقیقی بھی۔

مجازی معنی مراد لیں تو مطلب ہوگا کہ فرشتے طالبِ علم کا بڑا اعزاز و اکرام کرتے ہیں جیسے ہم اپنے محاورہ میں کہتے ہیں کہ "ہم آپ کے لیے فرشِ راہ ہیں، آپ کے لیے پلکیں بچھاتے ہیں"۔ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ہم دل کے ساتھ آپ کا اعزاز و اکرام کرتے ہیں، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہم راستہ میں لیٹ جاتے ہیں اور آپ ہمارے اُوپر سے گزرتے ہیں۔ یہ بعینہٖ ایسے ہی ہے جیسے قرآن پاک میں ارشاد ہے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ اللہ تعالیٰ اولاد کو حکم دے رہے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے عاجزی اور نیازمندی سے اپنے آپ کو جھکا دو اور بچھا دو، اس کا مطلب یہی ہے کہ ماں باپ کے سامنے تواضع اختیار کرو، اُن کا اعزاز و اکرام کرو۔

تاہم اس کے حقیقی معنی بھی مراد لیے جا سکتے ہیں، اس صورت میں مطلب یہی ہوگا کہ فرشتے طالب علم کی رضا وخوشنودی کے لیے اس کے راستے میں اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور وہ اُن پروں پر سے گزرتا ہے البتہ چونکہ فرشتے غیر مرئی مخلوق ہیں نظر نہیں آتے اس لیے اُن کا یہ فعل بھی نظر نہیں آتا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کا مشاہدہ کروا دیتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "مرقاة شرح مشکوٰة" میں اس سلسلہ کے دو واقعے ذکر کیے ہیں جو سبق آموز بھی ہیں اور عبرت انگیز بھی، ذیل میں یہ واقعے ذکر کیے جاتے ہیں شاید کسی کے لیے عبرت کا باعث بن جائیں۔ ملاحظہ فرمائیے، حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

---

۲ مسند احمد ج ص ترمذی ج ص ابوداود ج ص ابن ماجہ ص مسند دارمی ج ص

''ابن قیمؒ نے احمد بن شعیب سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بصرہ میں ایک محدث کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے یہی حدیث (جس میں ہے کہ فرشتے طالبِ علم کی رضا اور خوشنودی کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں) ذکر کی، اُس مجلس میں ایک معتزلی بھی تھا وہ اِس حدیث کا مذاق اُڑانے لگا اور کہنے لگا: ''واللہ لا طرقن غدا نعلی واطأ بھا اجنحۃ الملائکۃ'' بخدا میں کل جوتے پہن کر فرشتوں کے پروں کو روندوں گا۔ چنانچہ وہ جوتے پہن کر اپنے ذہن کے مطابق روندنے لگا دیکھتے ہی دیکھتے اس کے دونوں پاؤں سوکھ گئے اور اُن میں کیڑے پڑ گئے'' [۳]

''امام طبرانیؒ فرماتے ہیں میں نے ابن یحیٰی ساجی سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ہم ایک محدث کی خدمت میں جانے کے لیے بصرہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے کہ یکایک جلدی جلدی چلنے لگے، ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جو دینی اعتبار سے بیہودہ قسم کا آدمی تھا اس نے مذاق اُڑاتے ہوئے کہا کہ اپنے پاؤں فرشتوں کے پروں پر سے اُٹھالو کہیں اُنھیں توڑ نہ دو (یہ بات کہہ کر) وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں تھا کہ اُس کے دونوں پاؤں سوکھ کر کانٹا ہوگئے اور وہ زمین پر گر پڑا'' [۴]

❁❁❁

بقیہ: سیرۃ نبوی اور مستشرقین

کہ آپ سوار ہوجائیں میں آپ کے بدلے میں پیدل چلوں گا تو آپ یہ فرما کر سواری سے اُتر کر پیادہ چلتے کہ تم مجھ سے قوی نہیں اور میں تم سے اجر و ثواب کی خواہش کم نہیں رکھتا۔ راحت طلبی نہ تھی، چنانچہ یہ حال تھا کہ اکثر اوقات مشغولیت کے باوجود مکان پر دربان نہ تھا، ہر وقت ہر کوئی مل سکتا تھا۔ دن کو اکثر روزے، رات کو خدا کی عبادت، فوجی سپہ سالار بھی خود، چیف جسٹس بھی خود، معلم اور اُستاد بھی خود۔ عزت اور وقار پرستی نہ تھی چنانچہ یہ کیفیت تھی کہ صحابہؓ کے ہمراہ جب چلتے تھے تو سب سے پیچھے چلتے تھے اور جب مجلس میں آتے تھے تو کوئی صحابی تعظیم کے لیے نہیں اُٹھتا تھا کیونکہ آپ نے منع فرمایا تھا کہ میرے لیے کوئی کھڑا نہ ہو، لہٰذا جان نثار صحابہ تعمیل حکم سے مجبور تھے۔ یہ سب اُمور ایسے ہیں کہ جس ذات میں رائی کے دانے کے برابر خواہش نفس ہو وہ قطعاً ایسا نہیں کرسکتا۔ اب صرف متعدد بیویوں کا مسئلہ رہ گیا اُس کو جدا عنوان سے بیان کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

❁❁❁

[۳] مرقات شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۲۷۹ طبع امدادیہ ملتان [۴] مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۲۷۹

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

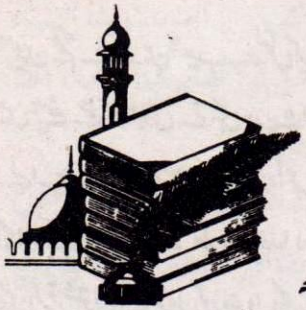

# تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : رسائل ثلاثہ

مترجم : مولانا قاری قیام الدین صاحب زید مجدھم

صفحات : ۳۳۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : الطاف اینڈ سنز، پوسٹ بکس نمبر ۵۸۸۲، کراچی

قیمت : درج نہیں

قرنِ اول سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور ظہورِ مہدی علیہ الرضوان کا عقیدہ اہلِ سنت کے اجماعی عقائد میں سے چلا آرہا ہے۔ ذخیرہ احادیث میں نزولِ عیسیٰ اور ظہورِ مہدی سے متعلق بڑی کثرت کے ساتھ احادیث مبارکہ موجود ہیں، علماء اُمت نے اس سلسلہ میں بہت سی قیمتی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ پیشِ نظر کتاب "رسائلِ ثلاثہ" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس کتاب میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م: ۹۱۱ھ) کے دو رسائل "اَلْعَرْفُ الْوَرْدِیْ فِیْ اَخْبَارِ الْمَهْدِیْ" "اَلْاِعْلَامُ بِحُكْمِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ" اور علامہ ابن حجر الہیتمی رحمہ اللہ (م: ۹۷۴ھ) کا رسالہ "اَلْقَوْلُ الْمُخْتَصَرُ فِیْ عَلَامَاتِ الْمَهْدِیْ الْمُنْتَظَرْ" کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے، اولذکر دو رسالوں کا ترجمہ متن کے ساتھ دیا گیا ہے اور تیسرے رسالہ کا صرف ترجمہ دیا گیا ہے۔ ہمارے ناقص خیال میں اگر اس رسالہ کا متن بھی دے دیا جاتا تو بہتر تھا تاکہ علماء و عوام دونوں یکساں فائدہ اُٹھاتے۔ تینوں رسالوں کا ترجمہ سلیس اور شگفتہ انداز میں کیا گیا ہے جس کی بدولت اِن رسائل سے عوام الناس کے لیے استفادہ آسان ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے ہمارے محترم بزرگ حضرت مولانا قاری قیام الدین صاحب زید مجدھم کو کہ آپ نے اس کام کا بار اُٹھا کر فرضِ کفایہ ادا کردیا ہے۔

☆

نام کتاب : بزم منور، جلد ۵ ، جلد ٦

افادات : حضرت مولانا منور حسین سورتی مدظلہ

ترتیب : حافظ محمد قاسم

ناشر : القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہؓ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

زیرِ تبصرہ کتاب ''بزم منور'' کی جلد نمبر۴ پر ادارہ کی جانب سے تبصرہ شائع ہو چکا ہے اس وقت ہمارے پیشِ نظر ''بزم منور'' کی پانچویں اور چھٹی جلد ہے۔ ''بزم منور'' درحقیقت حضرت مولانا منور حسین سورتی زید مجدہم کے وہ خطبات ہیں جو آپ نے جامع مسجد بالہم لندن میں ارشاد فرمائے ہیں، ان خطبات کی پانچویں جلد میں سیرت طیبہ کی امتیازی شان کے عنوان سے چار خطبات کو جمع کیا گیا ہے اور چھٹی جلد میں مختلف الانواع نو خطبات کو اکٹھا کیا گیا ہے، مولانا موصوف کے یہ خطبات انتہائی سہل اور آسان ہیں عوام الناس کو اِن سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

☆

نام کتاب : عملیات وتعویذات کے شرعی احکام

افادت : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مرتب : مولانا محمد زید

صفحات : ۳۳٦

سائز : ۲۳×۳٦/۱٦

ناشر : ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان

قیمت : درج نہیں

پیشِ نظر کتاب میں حضرت مولانا محمد زید صاحب زید مجدہم نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف سے عملیات وتعویذات کے متعلق قیمتی مواد جمع کیا ہے جس سے عملیات وتعویذات کی شرعی حیثیت اُن کے شرعی حدود وقیود اور اُن کے شرعی احکام کا علم ہوتا ہے۔ مولانا موصوف نے اس کتاب میں بہت سے اہم تعویذات وعملیات بھی جمع کیے ہیں جن سے اس کتاب کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ موجودہ دور میں چونکہ اس میدان میں بہت سے دکاندار بھی آگئے ہیں جنہوں نے اچھے بھلے لوگوں کو اپنے دام میں پھنسا رکھا ہے اس لیے اس موقع پر ان جیسی کتابوں کا منظر عام پر آنا ضروری

ہے تاکہ عوام الناس غلط قسم کے لوگوں سے بچیں اور گھر بیٹھے کتاب وسنت اور بزرگانِ دین کے مجربات سے فائدہ اُٹھائیں۔

☆

نام کتاب : ماہنامہ القاسم (اشاعتِ خاص)

زیرِ سرپرستی : مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات : ۴۵۱

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : جامعہ ابوھریرہؓ، خالق آباد، نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

زیرِ تبصرہ کتاب ماہنامہ القاسم کا خصوصی شمارہ ہے جو حضرت مولانا سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ پر مشتمل ہے اس قیمتی شمارہ میں حضرت سیّد صاحبؒ کی حیاتِ مبارکہ سے متعلق بڑے بڑے اصحابِ قلم کے رشحاتِ فکر ونظر کو جمع کیا گیا ہے جن سے حضرت سیّد صاحبؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ عوام النّاس کے لیے عموماً اور تاریخ وتذکرہ سے تعلق رکھنے والے احباب کے لیے خصوصاً یہ نمبر ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

☆

نام کتاب : اصلاحی مضامین

افادات : حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحبؒ

مرتب : مفتی عبدالرؤف رحیمی

صفحات : ۳۲۰

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان

پیشِ نظر کتاب ''اصلاحی مضامین'' میں حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کے متعدد اصلاحی مضامین کو جمع کیا گیا ہے جن کا تعلق فہمِ قرآن، فہمِ حدیث، تذکرۂ اسلاف اور فقہ وفتاوٰی سے ہے۔ یہ مضامین ملتان سے شائع ہونے والے جریدہ ''محاسنِ اسلام'' میں شائع ہوتے تھے، ان مضامین کی افادیت کے پیشِ نظر انھیں کتابی شکل میں شائع کیا گیا

ہے، شروع میں حضرت مفتی صاحبؒ کی مختصر سوانح بھی درج کی گئی ہے۔

☆

نام کتاب : سوانح مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات : ۲۲۷

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہؓ، خالق آباد، نوشہرہ

قیمت : /۹۰ روپے

مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدھم کے قلم سے بہت سے اکابر کی سوانح حیات رقم ہو چکی ہیں، زیرِ تبصرہ کتاب میں مولانا نے مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے حالاتِ زندگی ذکر فرمائے ہیں۔ موصوف نے اپنی کتاب کو دس ابواب میں تقسیم کر کے مختلف عنوانات کے تحت مجاہدِ ملت کے تفصیلی حالات درج کیے ہیں۔ حضرت ہزارویؒ کی زندگی سعی پیہم اور جوشِ عمل سے عبارت رہی ہے اس لیے اُن کے حالات پڑھ کر زندگی میں تازگی جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے، دامنِ اکابر سے وابستہ حضرات کے لیے موجودہ دور میں اس قسم کے سوانح حیات کا پڑھنا نہایت ہی کارآمد اور مفید ہے۔

☆

نام کتاب : ماہنامہ نورٌ علیٰ نور (قرآن کریم نمبر، حصہ اول)

ترتیب وتدوین : مولانا عبدالرشید انصاری

صفحات : ۳۷۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : مولانا عبدالرشید انصاری، مسجد عائشہ صدیقہؓ سیکٹر 11-B، نارتھ کراچی

زیرِ تبصرہ کتاب کراچی سے شائع ہونے والے جریدہ ماہنامہ نورٌ علیٰ نور کا خصوصی شمارہ ہے جو قرآن کریم نمبر حصہ اول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس شمارہ میں قرآنی تعلیمات سے متعلق بڑے بڑے اساطینِ علم وفضل کے مضامین کو شائع کیا گیا ہے۔ کمپیوٹر کتابت اور کاغذ وطباعت عمدہ ہیں۔ عوام الناس کے لیے مفید اور معلوماتی کتاب ہے۔

☆

نام کتاب : تجوید القرآن فی حل جمال القرآن

تالیف : قاری حبیب الرحمٰن

صفحات : ۴۸

ناشر : جامعہ صدیقیہ، توحید پارک، گلشن راوی لاہور

پیشِ نظر رسالہ میں قاری حبیب الرحمٰن صاحب زید مجدھم نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے رسالہ ''جمال القرآن'' کو طلبۂ تجوید کی سہولت کے لیے انتہائی آسان انداز میں سوال وجواب کی شکل میں شائع کیا ہے ،طلبۂ تجوید اس سے ضرور استفادہ کریں۔

☆

نام کتاب : سرائیکی وِچ تجوید

تصنیف : قاری حبیب الرحمٰن

صفحات : ۱۶

ناشر : مکتبہ عالیہ، توحید پارک، گلشن راوی لاہور

زیرِ تبصرہ رسالہ بھی قاری حبیب الرحمٰن صاحب نے تحریر کیا ہے، یہ رسالہ سرائیکی زبان میں تجوید کے موٹے موٹے اور ضروری مسائل پر مشتمل ہے، سرائیکی زبان سے تعلق رکھنے والے طلبۂ تجوید کے لیے مفید و کارآمد ہے۔

☆

نام کتاب : القاری

مدیر : قاری حبیب الرحمٰن

صفحات : ۳۲

ناشر : جامعہ صدیقیہ، توحید پارک، گلشن راوی لاہور

زیرِ تبصرہ رسالہ ''القاری'' ماہانہ رسالہ ہے جو قاری حبیب الرحمٰن صاحب ہر ماہ شائع کرتے ہیں اس وقت ہمارے سامنے اس کا پہلا پرچہ ہے اس پرچہ میں مختلف عنوانات کے تحت تجوید و قراءت کے بارے میں مضامین شائع کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی مساعی کو قبول و منظور فرما کر مزید کی توفیق عطا فرمائے۔ (ن۔ا)

☆☆☆

عالمی خبریں

## دنیا بھی برباد اور آخرت بھی، دنیا ساری بھی مل جائے تو حقیر ہے

لندن (بی بی سی ڈاٹ کام) ایک امریکی ٹیلی ویژن چینل خفیہ طور پر ریکارڈ کی گئی لیڈی ڈیانا کی ٹیپس ناظرین تک پہنچا رہا ہے۔شہزادی ڈیانا نے یہ ٹیپس خود بنوائے تھے اور ان میں اُنہیں اپنی ازدواجی زندگی خصوصاً اپنی شادی کی ناکامی کے بارے میں بات کی تھی۔ٹیپس میں شہزادی ڈیانا اپنے شوہر شہزادہ چارلس کے کامیلہ پارکر باولز کے ساتھ معاشقے کے بارے میں بات کرتی ہیں۔اس کے علاوہ وہ شاہی خاندان کے افراد کے ساتھ اپنے تعلقات اور اپنی خودکشی کی کوششوں کا ذکر بھی کرتی ہیں۔نیٹ ورک بی بی سی ان وڈیو اور آڈیو ٹیپس کو جمعرات کی شام نشر اور ٹیلی کاسٹ کرے گا اور برطانیہ میں یہ جمعہ کو دیکھی اور سنی جاسکیں گی۔اینڈریو مورٹن نے ان ٹیپس کو ۱۹۹۲ء میں اپنی کتاب میں جس کا عنوان ''ڈیانا: ہر ٹرو سٹوری'' تھا استعمال کیا تھا۔اطلاعت کے مطابق ڈیانا ان ٹیپس میں کہتی ہیں کہ ان کی شادی کا دن سب سے بھیانک تھا۔انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کی ذاتی اور عوامی زندگی میں بہت فرق تھا۔وہ یہ بھی بتاتی ہیں کہ لوگوں کا ان کے بارے میں تصور یہ تھا کہ وہ ایک پری نما شہزادی ہیں اور جس چیز کو بھی وہ ہاتھ لگائیں گی وہ سونا بن جائے گی اور لوگ اپنے سارے غم بھول جائیں گے مگر لوگوں کو قطعاً یہ احساس نہ تھا کہ میں اندر سے ٹوٹ پھوٹ رہی تھی کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ میں اچھی نہیں ہوں۔ڈیانا بتاتی ہیں کہ محل کے عملے کے ایک رُکن نے انہیں ایک مرتبہ بتایا کہ شہزادہ چارلس نے اپنی محبوبہ پارکر باولز کو خفیہ طور پر ایک بریسلیٹ دیا تھا۔ٹیپس کی ریکارڈنگ کے مطابق شہزادی ڈیانا کہتی ہیں کہ انہوں نے بلیڈ سے اپنی کلائیاں کاٹ ڈالیں اور ہم سب سے یہ بات چھپانے کی کوشش میں تھے۔سات گھنٹوں کی یہ ٹیپس کنزنگٹن پیلس میں ریکارڈ کی گئی تھیں۔شہزادی ڈیانا ۱۹۹۷ء میں پیرس میں کار کے ایک حادثے میں اپنے دوست ڈوڈی الفائد کے ہمراہ ہلاک ہوگئی تھیں۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۵؍مارچ ۲۰۰۴ء)

☆

## خدا گنجے کو ناخن نہ دے

نئی دہلی (آن لائن) بھارت کے دورے پر آئے ہوئے پاکستان کے تاجروں کے وفد نے ہفتہ کو یہاں ''تلکا تورہ سٹیڈیم'' میں ہندو تاجروں کے ساتھ مل کر ہولی کا تہوار منایا۔اس موقع پر پاکستان اور بھارت کے تاجروں نے ایک دوسرے پر مختلف رنگ پھینکے اور موسیقی سے بھی لطف اندوز ہوئے۔پاکستانی وفد میں شامل فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی وائس چیئر پرسن رخسانہ جہانگیر نے کہا کہ ہولی کے موقع پر میں اپنے آپ کو یہاں پا کر بہت خوشی محسوس کر رہی

ہوں۔انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے ہم نے ہولی کا تہوار صرف فلموں میں دیکھا تھا لیکن پہلی دفعہ اس میں شرکت کر کے بہت جذباتی ہو رہی ہوں اور دل چاہتا ہے کہ یہاں بار بار آ کر ہولی کے تہوار میں شرکت کروں۔اس موقع پر ایک بھارتی تاجر ویوک بھارتی نے کہا کہ تجارت تو ہمیشہ ہمارے دماغ میں ہوتی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ پاکستان اور بھارت کے عوام کے درمیان ثقافتی اور سماجی رشتے بھی بہت اہم ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم اپنے تہوار مشترکہ طور پر منا کر ایک دوسرے کے قریب آسکتے ہیں۔واضح رہے کہ ۷۵ ارکان پر مشتمل پاکستانی تاجروں کا وفد اپنی اشیاء کی نمائش کرنے آج کل بھارت کے دورے پر ہے۔وفد میں خواتین بھی شامل ہیں۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷؍مارچ ۲۰۰۴ء)

☆

## آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ماسکو (نیٹ نیوز+آن لائن) رُوس کے دارالحکومت ماسکو میں یہودی کمیونٹی کے سکول میں بم کا زوردار دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں سکول کی عمارت کو شدید نقصان پہنچا۔دھماکے سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ایرانی خبر رساں ادارے کے مطابق جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب ماسکو کے مرکزی حصے میں یہودی کمیونٹی کے سکول میں بم کا زوردار دھماکہ ہوا۔دھماکے کے نتیجے میں سکول کی عمارت کو شدید جبکہ آس پاس کی عمارتوں کو جزوی نقصان پہنچا۔پولیس ذرائع کے مطابق دھماکے سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا،ابھی تک کسی تنظیم نے دھماکے کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔رُوس میں یہودیوں سے نفرت انتہا کو پہنچ گئی ہے یہاں تک کہ یہودی قبرستانوں کو بھی نہیں بخشا جاتا۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷؍مارچ ۲۰۰۴ء)

☆

## بلا تبصرہ

لاہور (خصوصی رپورٹر) وینا واڈیا خاندان کے میزبانوں کو شرم آنی چاہیے، پی سی بی کے چیئرمین شہریار خاں اپنی اس حرکت پر قوم سے معافی مانگیں۔وزیر اعظم میر ظفر اللہ جمالی اور چودھری شجاعت حسین شہریار خاں کے خلاف فوری اقدام کریں۔گزشتہ روز فنکشنل مسلم لیگ پنجاب کے صدر شیخ انور سعید اور مرکزی جوائنٹ سیکرٹری عزیز ظفر آزاد نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا۔فنکشنل مسلم لیگ کے رہنماؤں نے کہا کہ جس وینا واڈیا (غالباً پارسی نام ہے) سے قائداعظم نے رشتہ توڑ لیا تھا آج قائداعظم کے ملک میں اس کا استقبال حیرت کی بات ہے۔شہریار خاں نے اس عورت کو پاکستان بلایا جس نے ہمارے عظیم قائد اور دین مصطفیٰ سے غداری کی جس کے لیے پوری قوم شرمندہ ہے۔ان رہنماؤں نے مزید کہا کہ جب

قائداعظم سے لندن ائرپورٹ پر ایک بار ''وینا'' ملی تو قائداعظم نے بات کرنے سے انکار کر دیا اور چلتے چلتے کہا کہ میرا وقت میری اولاد کے لیے ہے اور میری اولاد میری قوم ہے۔ مسز واڈیا وقت ضائع نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ شہریار خاں نے کس کے مشورے یا کس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے واڈیا فیملی کو اتنے تپاک سے دعوت دی۔ مسلم لیگ وزیراعظم جمالی اور چودھری شجاعت حسین سے مطالبہ کرتی ہے کہ ''معاملے'' کی تحقیق کرائی جائے کیونکہ سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ یہ واقعہ قائداعظم کی مسلم لیگ کے دورِ اقتدار میں پیش آیا۔ انہوں نے کہا کہ وینا واڈیا قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کی وفات پر پاکستان نہیں آئی تھیں نہ ہی قائداعظم کے ورثہ کی حق دار تھیں ہم وینا واڈیا کو پاکستان بلانے کے فیصلہ کی مذمت کرتے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۶ر مارچ ۲۰۰۴ء)

☆

## 89 سالہ جاپانی بڑھیا کو 3 سال قید

ٹوکیو (اے پی پی/ اے پی) ایک غیر معمولی سخت فیصلہ دیتے ہوئے ایک جاپانی عدالت نے ۸۹ سالہ بڑھیا کو دھوکہ دہی کے مقدمہ میں ۳ سال قید سنائی ہے۔ عدالت کا کہنا ہے کہ اتنی زیادہ عمر کے باوجود بڑھیا عادی مجرم ہے، بڑھیا کو پہلے چار مرتبہ سزا ہو چکی ہے۔ جج نے بڑھیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اُمید ہے یہ تمہاری آخری سزا ہوگی جب تم رہا ہو تو برائے مہربانی ایمانداری کی زندگی بسر کرنا۔ حالیہ مقدمہ میں بڑھیا نے اپنے ۵ دوستوں سے ۳ کروڑ ۹۰ لاکھ ین کا فراڈ کیا تھا۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۶ر مارچ ۲۰۰۴ء)

☆

## وشوا ہندو پریشد نے دینی مدارس پر پابندی کا مطالبہ کر دیا

گوہاٹی (ثناء نیوز) وشوا ہندو پریشد کے سیکرٹری جنرل پروین توگڑیا نے گزشتہ روز یہ بیان کرتے ہوئے کہ دینی مدرسوں میں عسکریت پسند تیار ہو رہے ہیں، مطالبہ کیا کہ اِن مدارس پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے۔ یہاں ایک عوامی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے پروین توگڑیا نے کہا کہ حالیہ برسوں میں مدرسے اس بات پر فخر کر رہے ہیں کہ وہ اسلامی بنیاد پسند تیار کر رہے ہیں جو ملک کے لیے خطرناک بات ہے اس لیے ان مدارس پر امتناع عائد کیا جانا چاہیے۔ آسام میں کانگریس کی حکومت اور مرکز کی این ڈی اے حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس نے تارکینِ وطن سے متعلق متنازعہ قانون کو منسوخ کرنے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا۔ یہ قانون برخواست کیا جانا چاہیے کیونکہ اس سے مداخلت کاروں کو

تحفظ مل رہا ہے۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۶؍مارچ ۲۰۰۴ء)

☆

## ختنوں سے ایڈز کے خطرات 6 گنا کم ہوجاتے ہیں

لندن (بی بی سی ڈاٹ کام) ہندوستان میں کی جانے والی نئی تحقیق کے مطابق ختنوں سے مردوں میں ایڈز کے خطرات چھ گنا کم ہوجاتے ہیں۔طبی سائنس کے رسالے''دی لانسٹ'' کے تازہ شمارے میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان میں دوہزار مردوں پر کی جانے والی تازہ ترین تحقیق ماضی میں افریقہ میں ہونے والی اِسی نوعیت کی تحقیق کے نتائج کی تصدیق کرتی ہے اس تحقیق کو مکمل کرنے والے ماہرین کے مطابق ختنوں سے صرف ایچ آئی وی سے متاثر ہونے کے خطرات کم ہوتے ہیں جبکہ جنسی عمل سے پھیلنے والی دیگر بیماریوں پر ختنوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۷؍مارچ ۲۰۰۴ء)

☆

## پسماندہ ذہنیت

انقرہ (ریڈیو نیوز) ترکی میں ایک امام مسجد کی جانب سے مسلمان مردوں کی گھریلو کام کاج میں اپنی بیویوں کی مدد کرنے کی تلقین کے بعد کوتو مونجو نامی قصبہ کی اس مسجد میں نمازیوں کی تعداد میں کمی ہوگئی۔بی بی سی نے ترکی کے ایک اخبار کے حوالے سے بتایا کہ امام مسجد نے مردوں کو یہ تلقین بھی کی کہ انہیں کم ازکم پانی لانے میں ہی بیویوں کی مدد کرنی چاہیے۔امام مسجد کی اس تلقین کا اُلٹا نتیجہ برآمد ہوا اور مسجد میں نمازیوں کی تعداد میں خاصی کمی ہوگئی۔مقامی لوگوں نے حکام سے امام مسجد کے تبادلے کا مطالبہ کیا ہے۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۷؍مارچ ۲۰۰۴ء)

### اپیل برائے دُعائے صحت

جامعہ مدنیہ کے سابق مفتی وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم طویل عرصہ سے شدید علیل ہیں۔قارئین کرام سے دُعاءِ صحت کی خصوصی درخواست کی جاتی ہے۔(ادارہ)

# اخبارالجامعہ

## جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور

۲۹؍فروری کو جناب عبدالرشید صاحب لکی مروت سے بعد مغرب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے بعد مغرب مجلس ذکر اور درسِ حدیث میں شرکت کی اور عشاء کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

۷؍مارچ کو سیّد دلاور علی شاہ صاحب دوپہر کو مع اپنے چند احباب کے تشریف لائے جامعہ کی تعمیراتی اور تعلیمی مراحل کو دیکھ کر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور ''گھابہ فیملی'' کے احباب کے ہمراہ حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

۱۴؍مارچ کو عصر کے وقت جناب ڈاکٹر سیّد افتخار الدین صاحب، ڈاکٹر نعیم الدین صاحب، شارق عثمانی صاحب اور سیّد فرید احمد صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے، جامعہ کی تعمیری اور تعلیمی خدمات پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔

۲۲؍مارچ کو جناب قاری شریف احمد صاحب مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور طلبہ سے خطاب فرمایا اور جامعہ کی تعمیری اور تعلیمی ترقی دیکھ کر پُر مسرت جذبات کا اظہار کیا، اس موقع پر مولانا سیّد مسعود میاں صاحب بھی موجود تھے۔

۲۳؍مارچ کو سوات صوبہ سرحد سے جمعیت کے سینٹر مولانا فرحت اللہ صاحب جامعہ جدید تشریف لائے اور اس موقع پر طلباء سے خطاب بھی فرمایا۔

☆☆☆

## جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)

☆☆☆

# مسجد حامد کے لیے خصوصی اپیل

رائیونڈ روڈ پر زیرِ تعمیر مسجد حامد کے ہال کی چھت ڈالنے کا مرحلہ آگیا ہے لینٹر کے لیے درکار میٹریل کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اہلِ خیر حضرات سے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی گزارش ہے۔

لینٹر کا رقبہ =9050 فٹ

| | |
|---|---|
| سریا (18 ٹن) | * 3,60,000.00 |
| بجری (4800CFT) | 85,000.00 |
| ریت (2400CFT) | 15,000.00 |
| سیمنٹ (700Bags) | 1,75,000.00 |
| الیکٹرک پائپ | 25,000.00 |
| دیواریں اور بیم | 2,50,000.00 |
| مزدوری | 1,30,000.00 |
| | 10,40,000.00 |

* نوٹ : سریا مہنگا ہونے کی وجہ سے اب یہ قیمت دوگنا ہوگئی ہے